محرم الحرام / صفر المظفر 1445ھ اگست 2023ء

ماہنامہ خواتین

جلد: 02 شمارہ: 08

ویب ایڈیشن

اِن شآءَ اللہ بیٹا ملے گا!

عورت ہر نماز کے بعد ایک تسبیح یعنی 100 بار پارہ 17، سُورۃُ الْاَنْبِیاء کی آیت 89 پڑھے، اِن شآءَ اللہ بیٹے کی نعمت ملے گی۔(زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص25، 26)
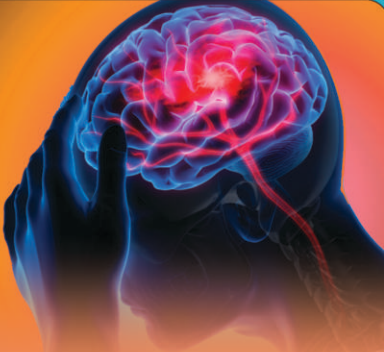
آدھے اور پورے سردرد سے آرام ملے گا اِن شآءَ اللہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ 65 بار بعد نمازِ عصر پڑھ کر سر پر دَم کرنے سے آدھے اور پورے سر کا دَرْد اللہ پاک کے کرم سے ختم ہو جائے گا۔(بیمار عابد، ص38)

نظرِ بد کیسے اتاریں؟

ایک مرتبہ سورۃُ الکوثر پڑھ کر بچّے کے سیدھے گال پر دَم کیجئے۔ دوسری مرتبہ سورۃُ الکوثر پڑھ کر اُلٹے گال کی طرف اور تیسری مرتبہ پڑھ کر اس کی پیشانی پر دَم کر دیجئے اِن شآءَ اللہ نظر اُتر جائے گی۔(شروع میں تین بار دُرود شریف ایک بار اَعُوْذ اور ہر بار سورۃُ الکوثر سے قبل پوری بِسْمِ اللہ پڑھنی ہے)
(بیمار عابد، ص43)

ٹانگ کا درد چند منٹ میں جاتا رہا

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ہیڈ آف ڈیپارٹ مولانا مہروز علی عطّاری مدنی کو ایک اسلامی بھائی نے واٹس اپ پر پیغام دیا کہ آج صبح سے میری ایک ٹانگ میں گھٹنے سے لے کر پاؤں تک بہت درد ہو رہا تھا تو میں نے عصر کی نماز کے بعد ماہنامہ فیضانِ مدینہ مئی 2023ء کے شمارے سے ”دَردوں سے نجات کا وظیفہ“ صرف چند منٹ پڑھا تو مجھے دَرد کا پتا بھی نہیں چلا اور اَلحمدُ لِلّٰہ میری تکلیف دُور ہو گئی۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے شماروں میں جو بھی روحانی علاج شامل کئے جاتے ہیں وہ بہت فائدہ مند ہوتے ہیں، اگر ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں روحانی علاج نہ لکھا ہوتا تو پتا نہیں میری تکلیف کا کیا ہوتا۔ اللہ پاک آپ کو اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی پوری ٹیم کو سلامت رکھے اور مزید ترقی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

CONTENT

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

نعت

خدانے جس کے سر پر تاج رکھا اپنی رحمت کا

خدا نے جس کے سر پر تاج رکھا اپنی رحمت کا
دُرُود اس پر کہ وہ حاکم بنا مُلکِ رِسالت کا

وہ ماحی کفر و ظُلمت شرک و بدعات و ضَلالت کا
وہ حافظ اپنی مِلّت کا وہ ناصِر اپنی اُمّت کا

اَثر کیا ہوسکے گا مِہرِ محشر کی حَرارَت کا
ہمارے سَر پہ ہوگا شامیانہ اُن کی رحمت کا

ہمیں بھی ساتھ لے لو قافلہ والو ذرا ٹھہرو
بہت مدّت سے اَرماں ہے مدینے کی زیارت کا

مِری آنکھیں مدینے کی زیارت کو ترستی ہیں
چمک جائے الٰہی اب تو تارا میری قسمت کا

میں سمجھوں گا ہُوا جنّت میں داخل موت سے پہلے
نظر آئے گا جس دن سبز گنبد اُن کی تُربَت کا

دِکھا دے فیضِ استادِ حسن حُضَّارِ محفل کو
جمیلِؔ قادری پھر ہو بَیاں پُرلُطف مِدحت کا

اَز: مولانا جمیل الرحمن قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

قبالۂ بخشش، ص38

عابدِ کِبریا امام حسین

عابدِ کِبریا امام حسین
زاہدِ بے رِیا امام حسین

دین کے پیشوا امام حسین
رہنما مقتدا امام حسین

دھوم عالَم میں ہے شُجاعت کی
کام ایسا کیا امام حسین

راہِ حق میں کٹایا سب کُنبہ
مَرحبَا مرحبا امام حسین

تیری تلوار کا جہاں میں ہے
آج تک غُلغُلہ امام حسین

آپ سے رکھتے ہیں اُمیدِ کرم
رنج کے مبتلا امام حسین

اس نعیمؔ گناہگار پہ لُطف
اے شہِ اَصفِیاء امام حسین

از: مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

حیاتِ صدر الافاضل، ص223

بعض لوگ بہتر سے بہتر کی تلاش میں اس کہاوت کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتے ہیں کہ کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ یعنی ہر نئی چیز لذت والی ہوتی ہے۔ جبکہ بعض لوگ اپنے بزرگوں کے طور طریقوں پر عمل کرنے کو ہی ترجیح دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ Old is Gold یعنی پُرانی چیزیں ہی بہتر ہیں۔ اس پر گھنٹوں بحثیں کی جا سکتی اور سینکڑوں صفحات لکھے جا سکتے ہیں۔ البتہ! اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ چیزیں چاہے پُرانی ہوں یا نئی ان کو بُرا نہ کہا جائے جب تک کہ وہ شریعت سے نہ ٹکرائیں۔ چنانچہ اس حوالے سے ہمیشہ یہ بات یاد رکھیے کہ ہمارا ہر دن اللہ و رسول کی رضا میں گزرنا چاہئے اور ہر آنے والے دن کو ہر گزرے ہوئے دن سے بہتر ہونا چاہئے، لیکن اگر ہمارا آج کا دن نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے میں گزرے ہوئے دن جیسا ہی ہو یا اس سے بھی بد تر ہو تو پھر آپ کا دن برکت سے خالی ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے: میرے اس دن میں کوئی برکت نہیں جس دن میں (گزرے ہوئے دن سے) زیادہ خیر و بھلائی کے کام نہ کر سکوں۔[1]

اپنے ہر دن کو بہتر سے بہتر بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر اپنے اعمال کا جائزہ لیجئے کہ آج میں نے کیا کیا؟ نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی صورت میں اللہ پاک کا شکر ادا کیجئے یا پھر اپنی کوتاہیوں پر بارگاہِ الٰہی میں بخشش کا سوال کیجئے۔ چونکہ روزانہ کی بنیاد پر ایسا کرنا کافی مشکل ہے کہ ہم روزانہ دن بھر کی مصروفیات میں یاد رکھیں کہ اب کیا کرنا ہے یا کیا کیا تھا؟ لہٰذا ہماری آسانی کی خاطر اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے 63 نیک اعمال کا رسالہ عطا فرمایا جس میں آپ نے نیکیاں کرنے اور بُرائیوں سے بچنے والی 63 باتیں نقل فرمائیں۔ یہ رسالہ پہلے 63 مدنی انعامات کہلاتا تھا مگر اب اسے 63 نیک اعمال کہا جاتا ہے۔ پہلے رسالے کے تقریباً ہر سوال میں دو یا تین حصے تھے اور یوں ہر سوال مختلف پوائنٹس پر مشتمل تھا یعنی ان تمام پوائنٹس پر عمل ایک سوال پر عمل کہلاتا تھا، اسی طرح اُس میں بعض باتیں اگرچہ نیک کام کرنے اور بُرائیوں سے بچنے کی ترغیب پر مشتمل تھیں، مگر نفسا نفسی کے اس دور میں مستقل طور پر ان پر عمل کرنا کافی مشکل ہو رہا تھا۔ لہٰذا نئے رسالے میں جہاں آسانی کی خاطر مختلف حصوں پر مشتمل سوالات کے ہر ہر حصے کو الگ الگ کر دیا گیا ہے، وہیں ایسی باتیں جن پر روزانہ کی بنیاد پر ہر ایک کے لئے عمل مشکل تھا ان باتوں کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ جو خواتین پچھلے رسالے میں موجود نیک کاموں کی عادی

ہیں وہ ان پر عمل کرنا چھوڑ دیں۔ نیک اعمال کے رسالے کی ہر ہر بات اللہ و رسول کی رضا حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے اور آپ جس کام کی عادی ہو چکی ہیں اسے صرف سستی کی وجہ سے چھوڑنا کسی صورت مناسب نہیں کہ ایسا کرنا اللہ پاک کی ناراضی کا سبب ہو سکتا ہے۔[2] نیز ایک روایت کا مفہوم بھی ہے کہ عمل وہی کرنا چاہئے جس کی طاقت ہو کیونکہ اللہ پاک تو اپنا فضل فرماتا ہی رہتا ہے بس ہمارا جی بھر جاتا ہے۔[3] لہٰذا اگر آپ ان نیک اعمال پر عمل کر سکتی ہیں تو ان پر عمل کرتی رہئے اور انہیں بالکل مت چھوڑیئے۔ البتہ! یہ جاننے کیلئے کہ پُرانے اور موجودہ رسالے میں کیا فرق ہے، دونوں رسائل کا مختصر جائزہ لینا ضروری ہے، تاکہ ماہنامہ خواتین کے ان صفحات میں 63 نیک اعمال کی وضاحت کا جو سلسلہ پچھلے چند ماہ سے جاری تھا اور اس سلسلے میں پُرانے رسالے کے مطابق جولائی 2023 کے شمارے میں نیک عمل نمبر 6 کی وضاحت ہو چکی ہے۔ یہ سلسلہ چونکہ نیک اعمال کا نیا رسالہ شائع ہونے سے پہلے شروع کیا گیا تھا، لہٰذا ضروری سمجھا گیا کہ نئے رسالے کے مطابق ہی اس وضاحت کے سلسلے کو ترتیب دیا جائے اور جو قسطیں ہو چکی ہیں، ان کے متعلق وضاحت کر دی جائے کہ نئے اور پُرانے رسالے میں یہ یہ فرق ہے۔ چنانچہ مختصر جائزہ پیشِ خدمت ہے:

سوال 1: پچھلے رسالے کے سوال نمبر ایک میں جائز کاموں سے پہلے ایک سے زائد اچھی اچھی نیتیں کرنے کا نیک عمل تھا اور ساتھ میں کم از کم دو کو اس کی ترغیب بھی دلانی تھی، اس کے متعلق مکمل تفصیلات ماہنامہ خواتین فروری 2023 کے شمارے میں آچکی تھیں۔ جبکہ موجودہ رسالے میں نیک عمل نمبر ایک کے مطابق جائز کاموں سے پہلے کم از کم ایک اچھی نیت کرنا بھی کافی ہے، لیکن مزید اچھی نیتیں کرنا منع بھی نہیں، اسی طرح صرف کسی ایک اسلامی بہن کو ترغیب دلانا بھی کافی ہے۔ یوں دیکھا جائے تو نئے رسالے میں اس سوال پر عمل کو یقینی بنانے کے لئے اسے مزید آسان کر دیا گیا ہے۔

سوال 2: ماہنامہ خواتین مارچ 2023 کے شمارے میں پُرانے رسالے کے دوسرے سوال کی تفصیلات ذکر ہوئیں، جو کہ پانچوں نمازیں ادا کرنے اور گھر میں نماز کے لئے جگہ مخصوص کرنے کے بارے میں تھیں۔ اس رسالے میں دوسرا سوال اتنا ہی تھا یعنی پچھلے اور موجودہ سوال کا یہ حصہ ایک جیسا ہی ہے لیکن موجودہ رسالے میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ حیض و نفاس کے دنوں کے علاوہ جتنی دیر نماز میں لگتی ہے اتنی دیر حیض و نفاس کے دنوں میں ذکر و درود یا دینی مطالعہ میں مصروف رہیں۔ یہ بات پچھلے رسالے میں ماہانہ 5 نیک اعمال کے نیک عمل نمبر 53 میں تھی، مگر نئے رسالے میں ان دونوں باتوں کو اکٹھا ذکر کر دیا گیا ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ حیض و نفاس کے دنوں میں خواتین نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے کہیں نماز پڑھنے کی عادت سے محروم نہ ہو جائیں۔ اس لئے اس وقت درود پاک وغیرہ پڑھتی رہیں تاکہ نماز کی عادت برقرار رہے۔

سوال 3: ماہنامہ خواتین اپریل 2023 کے شمارے میں نیک عمل نمبر 3 پر قسط ذکر ہوئی یعنی پانچوں نمازوں کے بعد کم از کم ایک بار آیۃ الکرسی، سورۂ اخلاص اور تسبیحِ فاطمہ پڑھی، نیز سورۂ ملک رات کو پڑھ یا سن لی، جبکہ نئے رسالے میں اس سوال کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں اور سورہ ملک کا سوال الگ سے یعنی نیک عمل نمبر 4 کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

سوال 4: ماہنامہ خواتین مئی 2023 کے شمارے میں نیک عمل نمبر 4 پر جو قسط ذکر ہوئی وہ اذان کا جواب دینے کے متعلق تھی، جبکہ نئے رسالے میں یہ نیک عمل اب 12 ویں نمبر پر ہے۔

سوال 5: ماہنامہ خواتین جون 2023 کے شمارے میں نیک عمل نمبر 5 پر جو قسط ذکر ہوئی اس کے تین حصے تھے: 1 کم از کم تین آیات ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنا یا سننا، 2 شجرے کے اوراد پڑھنا اور 3 کم از کم 313 مرتبہ درود شریف پڑھنا۔ مگر نئے رسالے میں یہ سب الگ الگ یعنی نیک عمل نمبر 5، 6 اور 7 کے طور پر ذکر کئے گئے ہیں۔

سوال 6: ماہنامہ خواتین کے جولائی 2023 کے شمارے میں جو قسط شائع ہوئی اس میں جس نیک عمل نمبر 6 پر تفصیلات بیان کی گئی تھیں، اب یہ نیک عمل نئے رسالے کا حصہ نہیں۔

ان شاء اللہ اب آئندہ قسطوں میں 63 نیک اعمال کے نئے رسالے کے مطابق ترتیب وار سلسلہ جاری رہے گا۔ مزید تفصیلات جاننے کے لئے اگلے شماروں کا مطالعہ کیجئے۔

---

1 قوت القلوب، 1/43 2 اتحاف السادۃ، 3/763 3 ابوداود، 2/68، حدیث: 1368

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

ام حبیبہ عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ امِ عطار گلبہار سیالکوٹ

اللہ پاک کا فرمان ہے: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴿۵۳﴾ (پ24، الزمر:53) ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو آقا قرار دے کر ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ اپنے غلاموں کو خوش خبری دے دیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ رحمتِ باری سے مایوس نہ ہوں کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر برتری لے گئی ہے اور اللہ پاک تمام گناہوں کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے، یہ آیت رحمتِ الٰہی کی بے انتہا کشادگی اور بندوں پر کمال مہربانی و شفقت پر دلالت کرتی ہے۔[1]

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ بعض نے کہا کہ اس سے مشرکین مراد ہیں جنہیں اللہ پاک پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی تو انہوں نے کہا: ہم کس طرح ایمان لے آئیں حالانکہ ہم نے شرک، زنا اور ناحق قتل کیا اور اللہ پاک نے اِن کاموں کے کرنے والے کے لئے آگ یعنی جہنم کا وعدہ کیا ہے تو جو کچھ اَعمال ہم کر چکے ہیں اُن کے ہوتے ہوئے ایمان ہمیں کیا فائدہ دے گا؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مکے والوں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کہتے ہیں: جس نے بتوں کی پوجا کی، اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کو معبود بنایا اور کسی جان کو ناحق قتل کیا تو اُس کی مغفرت نہیں ہو گی تو پھر ہم کیسے ہجرت کریں اور کیسے اسلام قبول کریں؟ حالانکہ ہم نے تو بتوں کی پوجا بھی کی ہے، ناحق قتل بھی کیے ہیں اور شرک بھی کیا ہے! اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا: میری رحمت سے مایوس نہ ہوں، بے شک اللہ پاک تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔[2] جبکہ حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ یہ آیت حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔[3]

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے اس آیت کے بدلے میں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے مل جائے تو مجھے پسند نہیں ہے۔[4] اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآنِ کریم میں (رحمت کے اعتبار سے) اس آیت سے بڑھ کر کشادگی والی کوئی آیت نہیں۔[5]

معلوم ہوا! ہمیشہ اللہ پاک کی رحمت کی امید رکھنی چاہئے اور کبھی اس سے ناامید نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ پاک کی رحمت اور اس کے فضل و احسان سے خود کو محروم سمجھنا مایوسی ہے۔[6] رحمتِ الٰہی سے مایوس ہونے کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ

بھی کہا گیا ہے۔[7] جبکہ بعض صورتوں میں رحمتِ الٰہی سے مایوسی کفر ہے۔ مثلاً اللہ پاک کو قادِر نہ سمجھے یا اللہ پاک کو عالم نہ سمجھے یا اللہ پاک کو بخیل سمجھے۔ البتہ! بعض اَوقات مختلف آفات، دُنیاوی مُعامَلات یا بیماری کے مُعالَجات واخراجات وغیرہ کے سلسلے میں آدمی ہمت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے، اِس طرح کی مایوسی کفر نہیں۔[8] ہاں! اگر ایسی مایوسی گناہوں کا باعث بنے تو یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ زندگی میں آنے والی پے در پے مصیبتوں، مشکلوں اور دشواریوں کی وجہ سے اللہ پاک کی رحمت سے ہر گز مایوس اور نا امید نہ ہو کیونکہ یہ کافروں اور گمراہوں کا وصف اور کبیرہ گناہ ہے۔[9]

مایوسی کے اسباب و علاج: (1) مایوسی کا ایک سبب جہالت و کم علمی ہے۔ اس کا علاج دینی علوم حاصل کرنا، جہنم میں لے جانے والے اعمال اور ان پر ملنے والے عذابات پر غور و فکر کرنا ہے تاکہ دل میں خوفِ آخرت پیدا ہو اور ساتھ میں نیک اعمال اور ان پر ملنے والے عظیم اجر و ثواب پر نظر رکھیے تاکہ اللہ پاک کی رحمتِ کاملہ پر یقین مزید پکا ہو جائے اور مایوسی دور بھاگ جائے۔

(2) کسی آزمائش یا مصیبت پر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رونے پیٹنے سے بھی مایوسی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہم مصیبتوں پر صبر کرنے والیاں بن جائیں کہ بسا اوقات بے صبری ایمان کی بربادی کا بھی سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا ہر تکلیف یا مصیبت پر ہمارا یہ ذہن ہونا چاہئے کہ یہ سب اللہ پاک کی طرف سے ہے اور وہی اپنی خاص رحمت سے ہمیں اس سے نجات عطا فرما سکتا ہے۔

(3) مایوسی کا ایک سبب یہ ہے کہ جب ہم کسی کو پُر آسائش زندگی گزارتے دیکھتی ہیں تو اپنی زندگی پر سخت تشویش کے باعث رحمتِ الٰہی سے مایوس ہو جاتی ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دوسروں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنی زندگی پر غور و فکر کیجئے، اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے قناعت اختیار کیجئے اور اللہ کی مشیت پر راضی رہیے۔

(4) مایوسی کا ایک سبب بُری صحبت بھی ہے۔ یعنی جب ہم اللہ پاک کی رحمت سے مایوس دنیا دار خواتین کی صحبت اختیار کریں گی تو یقیناً اس کا اثر ہم پر بھی ہو گا۔ چنانچہ بہتر یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے ایسی صحبت چھوڑ کر نیک و پرہیز گار خواتین کی صحبت اختیار کریں تاکہ ہم سے مایوسی دور ہو اور رحمتِ الٰہی پر یقین کی بارش نازل ہو۔ الحمد للہ دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول بھی ایک اچھی صحبت فراہم کرتا ہے۔ ہزاروں خواتین اس ماحول سے وابستہ ہوئیں، گناہوں بھری زندگی کو چھوڑا اور نیکیوں بھری زندگی گزارنے لگیں۔

معلوم ہوا! خود بھی رحمتِ الٰہی سے مایوس ہوں نہ کسی اور کو رحمتِ الٰہی سے مایوسی کی دلدل میں دھکا دیں۔ یہ عام سی بات ہے کہ بعض خواتین کسی کو کوئی گناہ کرتی دیکھتی ہیں تو اسے رحمتِ الٰہی کی امید اور توبہ کی ترغیب دلانے کے بجائے اسے یہ کہتے سنائی دیتی ہیں کہ تمہاری قسمت میں تو ہدایت ہی نہیں، تم سے تو اللہ پاک بہت ہی ناراض ہو گا، تمہارا جنت میں جانا مشکل ہے، اللہ پاک شاید ہی تمہاری مغفرت کرے، جتنے تمہارے گناہ ہیں شاید ہی کسی اور کے ہوں، تمہاری تو توبہ بھی قبول نہ ہو گی، جہنم میں جانا تمہارا مقدر ہے، تمہاری قبر میں تو کیڑے پڑیں گے، تمہیں تو مرتے وقت کلمہ بھی نصیب نہ ہو گا وغیرہ۔ حالانکہ یہ طریقہ کسی طور مناسب نہیں، ایسا طرزِ عمل اپنانے والوں سے ہمارے بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کس طرح پیش آتے تھے، اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک خطیب کے پاس سے گزرے جو لوگوں کو نصیحت کر رہا تھا اور انہیں جہنم کی آگ یاد دلا رہا تھا۔ آپ اس کے سر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور اس سے فرمایا: اے خطیب! تو لوگوں کو اللہ پاک کی رحمت سے کیوں مایوس کرتا ہے![10] پھر آپ نے اس مضمون کی ابتدا میں بیان کی گئی سورۂ زُمر کی آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ اللہ پاک ہمیں اپنی رحمت سے مایوس ہونے اور دوسروں کو مایوس کرنے سے بچائے۔

اٰمین بجاہِ النّبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) تفسیر حسنات، 5/984 (2) تفسیر طبری، 11/14، رقم: 30174 (3) تفسیر بغوی، 4/72 (4) مسند امام احمد، 8/320، حدیث: 22425 (5) موسوعۃ لابن ابی الدنیا، 1/84، حدیث: 68 (6) باطنی بیماریوں کی معلومات، ص 327 (7) کنز العمال، 1/167، جزء: 2، حدیث: 4322 (8) کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص 483 بتغیر (9) تفسیر صراط الجنان، 8/489 (10) تفسیر بغوی، 4/73

قبر کا ساتھی

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَیّت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو واپس آجاتیں اور ایک میّت کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ میّت کے گھر والے، اس کا مال اور اعمال اس کے پیچھے جاتے ہیں مگر اس کے گھر والے اور مال لوٹ آتے ہیں، جبکہ اعمال اس کے ساتھ باقی رہتے ہیں۔[1]

شرحِ حدیث

اس حدیث میں **گھر والوں** سے مراد بال بچے، عزیز و اقارب، دوست آشنا جو دفن و نماز میں شرکت کرنے جاتے ہیں۔ **مال** سے مراد اس کے غلام باندیاں اور **اعمال** سے مراد سارے اچھے بُرے عمل ہیں جو میّت نے اپنی زندگی میں کیے اور **اعمال** کے ساتھ جانے سے مُراد ان کا میّت کے ساتھ تعلق ہے جو مرنے کے بعد قائم رہتا ہے۔ نیک اعمال جو قبول ہو گئے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں، بُرے اعمال شفاعت، بخشش یا سزا بھگتنے تک چمٹے رہتے ہیں، پھر ہی پیچھا چھوڑتے ہیں، جس پر اللہ رحم کرے، حضور جسے سنبھال لیں اس کا بیڑا پار ہے۔[2] گویا میّت کے ساتھ جو چیزیں جاتی ہیں ان میں سے دو تو بے وفا ہیں یعنی اہل و مال، یہ واپس لوٹ آتے ہیں اور صرف ایک چیز وفادار ہے جو میت کے ساتھ رہتی ہے اور وہ میت کے اَعمال ہیں، چاہے اچھے ہوں یا بُرے۔[3] نیز ایک حدیث میں ہے: دوست تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو تو نے خرچ کیا یعنی (راہِ خدا میں دیا ہوا) مال تیرا ہے، مگر جو تو نے اپنے پاس روکے رکھا وہ تیرا نہیں۔ دوسرا وہ ہے جو تیری موت تک تیرے ساتھ ہو گا، پھر تجھے چھوڑ کر لوٹ جائے گا۔ یہ تیرے گھر اور خاندان والے ہیں جو زندگی تیرے ساتھ گزارتے ہیں مگر جب تو قبر میں پہنچ جاتا ہے تو وہ تجھے چھوڑ کر چل پڑتے ہیں۔ تیسرا دوست تیرا عمل ہے جو ہر جگہ تیرے ساتھ ہو گا، خواہ تو قبر میں جائے یا حشر کے دن قبر سے اٹھے۔[4]

یہی مفہوم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں کچھ تفصیل سے ذکر ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم جانتے ہو کہ تمہاری، تمہارے گھر والوں، مال اور اَعمال کی مثال کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ پاک اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: تمہاری، تمہارے گھر والوں، مال اور اعمال کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے تین بھائی ہوں، جب اس کی موت کا وقت قریب آئے تو وہ اپنے تینوں بھائیوں کو بلا کر (ایک سے) کہے: تم میری حالت دیکھ رہے ہو، بتاؤ کہ میرے لئے کیا کر سکتے ہو؟ وہ جواب دے: میں تمہارے لئے اتنا کر سکتا ہوں کہ فی الحال تمہاری دیکھ بھال کروں، تمہارے ساتھ رہ کر تمہاری ضروریات کو پورا کروں، پھر جب تم فوت ہو جاؤ تو تمہیں نہلا کر کفن پہناؤں اور لوگوں کے ساتھ مل کر تمہارا جنازہ اُٹھاؤں کہ کبھی میں کندھا دوں اور کبھی کوئی اور۔ پھر جب (تمہیں دفن کرکے) واپس آؤں تو جو کوئی تمہارے متعلق پوچھے اس سے تمہارا ذکر بھلائی کے ساتھ کروں۔ یہ بھائی اس شخص کے گھر والے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے پوچھا: اس کے

متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہم اس میں کوئی بھلائی نہیں پاتے۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا: وہ اپنے دوسرے بھائی سے کہے: تم بھی میری حالت دیکھ رہے ہو، تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو؟ تو وہ جواب میں کہے: تمہیں مجھ سے کوئی فائدہ نہیں مل سکتا، البتہ! میں تمہارے زندہ رہنے تک تمہارا ساتھ دوں گا، تمہارے مرنے کے بعد تمہارے اور میرے راستے جدا ہو جائیں گے۔ یہ بھائی اس کا مال ہے، اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہم اسے بھی اچھا نہیں سمجھتے۔ حضور نے مزید ارشاد فرمایا: پھر وہ شخص اپنے تیسرے بھائی سے کہے گا: یقیناً تم بھی میری حالت دیکھ رہے ہو اور تم نے میری حالت پر میرے گھر والوں اور مال کا جواب بھی سُن لیا ہے، بتاؤ! تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو؟ وہ اُسے تسلی دیتے ہوئے کہے: میرے بھائی! میں تمہاری قبر میں تمہارے ساتھ رہوں گا، خوف کے وقت اُنسیت پہنچاؤں گا، حساب کے دن تیرے میزان میں بیٹھ جاؤں گا اور اسے وزنی کر دوں گا۔ یہ بھائی اس کا عمل ہے، اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! یہ تو بہترین بھائی اور بہترین دوست ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: معاملہ اسی طرح ہے۔(5)

جب حقیقت یہ ہے تو سمجھ داری کا تقاضا ہے کہ انسان اہل و مال کی فکر کرنے، حلال و حرام کی پروا کیے بغیر دولت کمانے میں مگن رہنے اور اپنے گھر والوں کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرنے کے بجائے اپنے اَعمال کی فکر کرے جو قبر میں بھی اس کے ساتھ جائیں گے۔ اگر یہ اعمال اچھے ہوئے تو قبر کا نور ہوں گے اور بُرے ہوئے تو قبر میں اندھیرے اور عذاب کا سبب ہوں گے۔ کتنا نادان ہے وہ انسان جو دنیاوی سفر پر جانے کے لیے تو مہینوں پہلے سے تیاری شروع کر دیتا ہے، لیکن سفرِ آخرت کے لیے تیاری نہیں کرتا!

علامہ ابو الفَرَج عبدُ الرحمن ابنِ جَوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب انسان اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اُن کے ساتھ قبروں سے وہ اعمال بھی باہر آئیں گے جو انہوں نے دنیا میں کیے ہوں گے۔ اگر وہ بندہ اپنے رب کا فرماں بردار اور نیک اعمال کرنے والا تھا تو اس کے نیک اعمال حشر کے دن قبر سے نکلتے وقت اور قیامت کی ہولناکیوں، مصیبتوں اور سختی سے ہونے والی گھبراہٹ دور کریں گے۔ جب بھی وہ بندۂ مومن دوزخ کی طرف دیکھے گا اور اس کی سختیوں اور ہولناکیوں سے خوفزدہ ہو گا تو اُس کا عمل اُس سے کہے گا: اے میرے دوست! یہ سب تیرے لیے ہیں نہ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ پاک کی فرمانبرداری کی، بلکہ یہ سختیاں تو اُن کے لیے ہیں جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی، اُس کی نشانیوں کو جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور تُو تو اپنے رب کا فرمانبردار تھا، نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر اپنے نبی کی فرمانبرداری کرنے والا تھا، آج کے دن تجھ پر کوئی خوف ہے نہ کوئی غم، بلکہ تُو جنت میں داخل ہو گا۔ لیکن جب کوئی گناہ گار اپنی قبر سے نکلے گا تو اپنے بُرے اَعمال کو ایک گٹھڑی کی صورت میں پائے گا اور عذاب کا ایک فرشتہ بھی اُس کے پاس کھڑا ہو گا۔ جب بندہ اپنے گناہوں کو دیکھے گا تو فرشتہ اُس سے کہے گا: اے اللہ کے دُشمن! اپنے اَعمال اٹھا اور انہیں اپنی پیٹھ پر رکھ جیسا کہ تو اپنے رب کے اَحکامات پر عمل نہ کر کے اُن سے دنیا میں لذت حاصل کرتا تھا، حالانکہ تُو جانتا تھا کہ وہ تیرے عمل کو خوب جانتا اور تجھے دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ جب وہ اُس گٹھڑی کو اپنی پیٹھ پر رکھے گا تو اُس کا بوجھ دنیا کے پہاڑوں سے زیادہ محسوس کرے گا، آگ اُسے اس کے ٹھکانے کی طرف ہانک رہی ہو گی، فرشتہ اُس پر سختی کرے گا اور اسے ہانکتا ہوا دوزخ کی طرف لے جائے گا۔(6)

قبر کی تنہائی اور گھبراہٹ سے بچانے والے اعمال: قبر میں اعمال چونکہ اپنی مناسب شکل پر مُتَشَکِّل ہو کر یعنی کتّا یا بھیڑیا وغیرہ بن کر تکلیف پہنچائیں گے اور اچھے اعمال مقبول و محبوب صورت میں اُنس (محبت) دیں گے۔(7) لہٰذا جو قبر کے عذاب سے بچنا چاہے اسے چار چیزوں کو اختیار کرنا اور چار ہی چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ چنانچہ نمازوں کی حفاظت کرنا، صدقہ دینا، قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا اور اللہ پاک کی بہت زیادہ پاکی

بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ تمام چیزیں قبر کو روشن اور اس کو کشادہ کریں گی۔ جبکہ جھوٹ، خیانت، چغلی اور پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ضروری ہے۔[8] نیز قبر میں کام آنے والے مزید کچھ اَعمال یہ ہیں: ☆مسجدوں کو روشن کرنا،[9] نمازِ تہجد پڑھنا[10] اور نیکی کی دعوت دینا[11] قبر کی روشنی کا ذریعہ ہے۔ ☆جو مریض کی عِیادت کرے، دو فرشتے قیامت تک اس کی قبر میں روزانہ اس کی عیادت کریں گے۔[12] ☆روزانہ سورۂ ملک کی تلاوت کرنا عذابِ قبر سے بچاتا ہے۔[13] ☆علمِ دین قیامت تک قبر میں عالِم کے ساتھ رہتا، اس سے محبت کا ذریعہ بنتا اور زمین کے کیڑوں کو دور کرتا ہے۔[14]

غور کیجئے! قبر میں کام آنے والے اعمال کے لیے کیا تیاری کی ہے! ہمیں اپنی دنیا بہتر سے بہتر بنانے کی تو فکر ہے لیکن قبر کو بہتر بنانے کی فکر نہیں۔ ہم دنیاوی مستقبل روشن کرنے کے لیے تو فکر کرتی ہیں لیکن قبر کو کیسے روشن کرنا ہے اس کی ہمیں کوئی فکر نہیں۔ ہمیں اپنی دنیاوی زندگی کو آسان بنانے کی تو فکر ہے لیکن قبر کو جنت کا باغ بنانے کی کوئی فکر نہیں۔ ہم دنیاوی مال و دولت کے حصول کی فکر میں رہتی ہیں لیکن ہم میں نیک اعمال کر کے نیکیاں کمانے کا جذبہ نہیں۔ کس قدر غفلت کی بات ہے کہ ہم صرف چند روزہ دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں! حالانکہ اس دنیا کی حیثیت تو مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ چنانچہ ایک بار حضور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جس کے پھولنے کے سبب اس کی ٹانگیں اوپر کی جانب اُٹھی ہوئی تھیں، تو آپ نے پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک کس قدر کم تر ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جس قدر یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک کم تر ہے اللہ پاک کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ کم تر و ذلیل ہے۔ اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ پاک کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس سے کبھی ایک قطرہ بھی نہ پلاتا۔[15]

اچھے اعمال سے غفلت کی وجوہات اور ان کا علاج: آج کل اکثر لوگ مال کمانے میں مصروف اور اچھے اعمال سے غافل نظر آتے ہیں۔ جس کی کچھ وجوہات یہ ہیں: مال کا لالچ، دنیا کی محبت، قبر و حشر کے عذاب سے بے خوفی، لمبی اُمیدیں، موت کو بھول جانا، دین سے دوری اور دنیاداروں کی صحبت۔

اگر بیماری کو ختم کرنے کے لیے اس کے اَسباب کا خاتمہ ضروری ہے تو نیک اعمال کرنے میں غفلت کو ختم کرنے کے لیے اس کی وجوہات کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی موت کو یاد رکھیں، مال جمع کرنے کے بجائے راہِ خدا میں خرچ کی عادی بنیں، دنیا کی ذلیل محبت کے بجائے آخرت کی محبت کو دل میں بسائیں، دنیاوی مستقبل کو بہتر بنانے کے بجائے اپنی قبر و آخرت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں، اچھے اعمال کی برکتوں اور بُرے اعمال کی نحوستوں کا مطالعہ کریں، دنیاداروں کی صحبت چھوڑ کر دین دار اور فکرِ آخرت رکھنے والیوں کی صحبت اختیار کریں۔ نیت کیجئے کہ ان شاء اللہ دنیا کی فکر کرنے کے بجائے قبر میں کام آنے والے اعمال کی تیاری کریں گی۔ اس کے لیے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو جائیے، ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کیجیے، پابندی سے امیرِ اہلِ سنت کا مدنی مذاکرہ دیکھیے، ان شاء اللہ فکرِ آخرت نصیب ہو گی۔ اللہ پاک ہمیں اچھے اچھے اعمال کرنے اور بُرے اعمال سے ہمیشہ بچنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

[1] بخاری، 4/251، حدیث:6514 [2] مراۃ المناجیح، 7/11 [3] مراۃ المناجیح، 7/10 مفہوماً [4] مستدرک، 1/254، حدیث:256 [5] کنز العمال، 8/318، جزء:15، حدیث:42974 [6] بستان الواعظین، ص54 تا 56 ملخصاً [7] بہارِ شریعت، حصہ 1، 1/111 [8] تنبیہ الغافلین، ص22، رقم:35 [9] شرح الصدور، ص159 [10] شرح الصدور، ص146 [11] حلیۃ الاولیاء، 6/5، رقم:7622 [12] شرح الصدور، ص159 [13] مستدرک، 3/322، حدیث:3892 [14] شرح الصدور، ص158 [15] ابن ماجہ، 4/427، حدیث:4110

میدانِ محشر میں لوگوں کی کیفیت (قسط 14)

حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: ہر چیز کا یہاں تک کہ مکھی کا بھی حشر ہو گا۔[1] ایک روایت کے مطابق کچے بچے (یعنی جس کی پوری صورت بننے کے بعد اس میں روح پھونک دی گئی ہو) سے لے کر انتہائی بوڑھے شخص تک ہر ایک کا بروزِ قیامت حشر ہو گا۔[2] میدانِ محشر میں لوگوں کی مختلف حالتوں کو بیان کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ جولائی 2023 کے شمارے میں چند لوگوں کی حالتیں بیان ہوئیں، مثلاً ضرورت سے زائد گھر بنانے، علم بیچنے، لباسِ شہرت اور ریشمی لباس پہننے، پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنے، زمین پر ناحق قبضہ کرنے، زنا کرنے، پیٹ بھر کر کھانے، جھوٹا خواب بیان کرنے، لوگوں کی ٹوہ میں رہنے اور تصویر بنانے والے لوگوں کی حالت بیان ہو چکی ہے۔

اس سے پہلے کہ یہاں مزید ایسے ہی کچھ لوگوں کا ذکر کیا جائے یہ جان لیجئے کہ مسلمانوں کو چونکہ بروزِ قیامت ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔[3] اور ایک روایت میں ہے کہ ہر ایک کو اسی (عمل) پر اٹھایا جائے گا جس پر اسے موت آئی تھی۔[4] لہٰذا جو اِن مراتب یعنی جہاد، حج یا کسی اور نیک کام میں سے کسی مرتبے پر مرے گا بروزِ قیامت اسی پر اٹھایا جائے گا۔[5]

یہی نہیں بلکہ ایک روایت کے مطابق قیامت کے دن مسلمان کیلئے اس کے عمل کو بہترین صورت میں ڈھالا جائے گا، مخلوقِ خدا میں وہ انتہائی خوبصورت چہرے، بہترین لباس اور سب سے اچھی خوشبو والا ہو گا، وہ عمل بندے کے ساتھ بیٹھ جائے گا، جب جب کوئی چیز اسے ڈرائے گی وہ عمل اسے بچائے گا اور جب کوئی چیز اسے خوف میں مبتلا کرے گی وہ عمل اس پر آسانی کرے گا۔ مومن کہے گا: میرے ساتھی! اللہ تمہیں بہترین جزا دے! تم ہو کون؟ وہ کہے گا: کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں قبر میں اور دنیا میں تمہارے ساتھ ساتھ تھا، میں تمہارا عمل ہوں۔ خدا کی قسم! چونکہ تمہارے کام اچھے اور پاکیزہ تھے اس لیے تم مجھے اچھی اور پاکیزہ صورت میں دیکھ رہے ہو، اب آؤ! مجھ پر سوار ہو جاؤ کیونکہ دنیا میں لمبے عرصے تک میں تم پر سوار رہا تھا۔ (راوی کہتے ہیں:) اللہ کا یہ فرمان اسی متعلق ہے: وَ یُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ (پ24، الزمر: 61)

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ بچائے گا پرہیز گاروں کو ان کی نجات کی جگہ۔

یہاں تک کہ اس کا عمل اُسے لیے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو گا اور عرض کرے گا: اے میرے ربّ! دنیا میں عمل کرنے والے ہر شخص نے اپنے عمل کا بدلہ پایا، ہر تاجر، ہر کاریگر نے اپنے عمل کا بدلہ تجارت میں پا لیا سوائے میرے ساتھی کے، کیونکہ یہ میرے ساتھ مشغول رہا۔ اللہ پاک اس سے فرمائے گا: تو کیا چاہتا ہے؟ عمل عرض کرے گا: مغفرت اور رحمت۔ اللہ پاک ارشاد فرمائے گا: میں نے اسے بخش دیا۔ پھر اسے عزت کا لباس پہنایا جائے گا اور اس کے سر پہ عزت کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک موتی دو دن کے فاصلے کو روشن کر دے۔ عمل پھر عرض کرے گا: اے میرے ربّ! یہ میرے سبب اپنے والدین کو بھی کچھ نہ دے سکا، ہر کام کرنے والا اور

تاجر اپنے کام کی کمائی والدین کو دیتا ہے۔ پس جتنا عمل کرنے والا نوازا گیا اتنا اس کے والدین کو بھی نوازا جائے گا۔ جبکہ کافر کا عمل بدترین اور انتہائی بدبودار صورت میں اس کے پہلو میں بیٹھ جائے گا، جب جب کوئی چیز کافر کو ڈرائے دھمکائے گی تو یہ عمل کافر کے خوف کو اور زیادہ بڑھادے گا۔ کافر کہے گا: تو کتنا بُرا ساتھی ہے! تو کون ہے؟ بُرا عمل کہے گا: تو مجھے نہیں پہچانتا؟ کافر کہے گا: نہیں! عمل کہے گا: میں تیرا بُرا عمل ہوں اسی لیے تو مجھے بُری صورت میں دیکھ رہا ہے، میں بدبودار تھا اسی لیے تو مجھے بدبودار دیکھ رہا ہے۔ چل! اپنا سر نیچے کر تاکہ میں تجھ پر سوار ہو جاؤں۔ دنیا میں لمبے عرصے تک تو مجھ پر سوار رہا تھا، پھر بُرا عمل کافر پر سوار ہو جائے گا۔ اللہ پاک کا یہ فرمان اسی سے متعلق ہے: لِيَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ (پ14، النحل:25) ترجمہ کنز الایمان: کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں۔[6] یہ حال گناہ گار مسلمانوں کا ہے، جبکہ کافر کا کیا حال ہو گا! اس کے متعلق جب صحابہ کرام نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے آگ کے لئے اس قدر موٹا کر دیا جائے گا کہ اس کی کھال کی موٹائی 40 گز ہو گی اور اس کے دانتوں میں سے نوکیلے دانت کا حصہ اُحد پہاڑ کی مثل ہو گا۔[7]

الغرض قیامت کے دن لوگوں کی حالت اپنے اعمال کے مطابق ہو گی۔ چند مزید لوگوں کی حالتوں کے متعلق جانتی ہیں کہ قیامت کے دن وہ کس حال میں ہوں گے:

سود خور کی حالت: سود خور کے متعلق اللہ پاک کا فرمان ہے: اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ (پ3، البقرۃ:275) ترجمہ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ یعنی سود خور قیامت کے دن اسی علامت سے پہچانے جائیں گے، وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جو حواس باختہ ہو اور اس کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔[8] جبکہ ایک روایت میں ہے کہ بروزِ قیامت سود خور کے سوا ہر نیک و بُرے کو کھڑے ہونے کی اجازت ملے گی، مگر وہ یوں کھڑا ہو گا جیسے کسی کو آسیب نے چھو کر اس کے حواس خراب کر دیئے ہوں۔[9]

شرابی کی حالت: جو ایک بار شراب پیئے گا 40 دن تک اس کی توبہ قبول نہ ہو گی، پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ پاک قبول فرمائے گا، اگر وہ دوبارہ شراب پی لے تو اب دوبارہ 40 دن تک اس کی توبہ قبول نہ ہو گی۔ راوی کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ حضور نے تیسری مرتبہ میں یہ فرمایا یا چوتھی مرتبہ میں کہ اب اگر وہ شراب پیئے گا تو اللہ کریم پر حق ہے کہ بروزِ قیامت اسے دوزخیوں کا خون اور پیپ پلائے۔[10]

علم پر حسرت: بلاشبہ علم اللہ پاک کی ایک خاص نعمت ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، لہٰذا جو لوگ اللہ پاک کی اس کرم نوازی کی قدر نہیں کرتے یقیناً وہ اللہ پاک کی ناراضی کا شکار ہوتے ہیں اور قیامت کے دن اپنے علم پر عمل نہ کرنے والوں کی حالت بہت بُری ہو گی، چنانچہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ حسرت اس کو ہو گی جس کے لیے دنیا میں علم حاصل کرنا ممکن تھا مگر اس نے حاصل نہ کیا اور اس کو بھی جس سے سن کر دوسروں نے تو فائدہ اٹھایا مگر یہ خود فائدہ نہ اٹھا سکا۔[11] ایک روایت میں ہے: بروزِ قیامت سب سے سخت عذاب اس عالم کو ہو گا جسے اس کے علم نے نفع نہ پہنچایا۔[12] جبکہ ایک روایت میں ہے: قیامت کے دن لوگوں میں اللہ پاک کے ہاں سب سے بدترین مقام اس عالم کا ہو گا جس نے اپنے علم سے نفع نہ اٹھایا۔[13] (جاری ہے)

---

❶ المتفق و المفترق، 2/1230، حدیث: 768 ❷ معجم کبیر، 20/280، حدیث: 664 ❸ الفوائد لتمام، الجزء: 4، 1/102، حدیث: 226 ❹ مسلم، ص1178، حدیث: 7232 ❺ مسند امام احمد، 9/246، حدیث: 24000 ❻ موسوعہ ابن ابی الدنیا، 6/224، حدیث: 213 ❼ معجم کبیر، 20/281، حدیث: 664 ❽ المطالب العالیہ، 8/168، رقم: 3541 ❾ تفسیر عبد الرزاق، 1/374، رقم: 353 ❿ مستدرک، 1/188، حدیث: 91 ⓫ تاریخ ابن عساکر، 51/137، حدیث: 10810 ⓬ معجم صغیر، 1/182 ⓭ الزھد لابن المبارک، 1/14، رقم: 40

حضور کے دودھ پینے کی عمر کے واقعات

(قسط 2)

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ کی عظمت کا تذکرہ چونکہ مکمل طور پر الگ سے کیا جا چکا ہے، لہٰذا اب حضور کی ان ماؤں کا ذکرِ خیر جاری ہے، جنہوں نے حضور کو اپنا دودھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت ثُوَیْبَہ نے حضور کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا تھا۔ مَروِی ہے کہ حضرت ثُوَیْبَہ رضی اللہ عنہا حضور کے چچا ابولہب کی لونڈی تھیں، مگر اس نے انہیں اس وقت آزاد کر دیا تھا جب انہوں نے اسے حضور کی پیدائش کی خوش خبری دی تھی۔[1] مگر بعض سیرت نگاروں کے نزدیک اس میں اختلاف ہے کہ ابولہب نے سیدہ ثُوَیْبَہ کو کب آزاد کیا، کیونکہ ایک قول کے مطابق ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ثُوَیْبَہ کی بہت عزت کیا کرتی تھیں اور انہوں نے ان کو ابولہب سے خرید کر آزاد بھی کرنا چاہا مگر ابولہب نے انکار کر دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کرنے لگے تو ابولہب نے خود ہی ان کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ امام حلبی روایات کے اس اختلاف کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ دونوں روایات درست ہو سکتی ہیں کیونکہ ممکن ہے ابولہب نے ثُوَیْبَہ کو (حضور کی پیدائش کے وقت ہی) آزاد کر دیا ہو مگر ان کی اس آزادی کو ظاہر نہ کیا ہو اور حضرت خدیجہ کے ہاتھ بیچنے سے بھی اسی لئے انکار کیا ہو کہ وہ آزاد تھیں (جن کو بیچا نہیں جا سکتا تھا) مگر بعد میں حضور کی ہجرت کے وقت اس نے ثُوَیْبَہ کی آزادی کو ظاہر کر دیا ہو۔[2]

حضرت ثُوَیْبَہ نے چونکہ حضور سے پہلے حضرت امیر حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا، لہٰذا اس اعتبار سے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔[3]

بلکہ بنو سعد کی ایک اور خاتون نے بھی حضور کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا اور یہ خاتون وہی تھیں جنہوں نے حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ چنانچہ اس طرح حضور اور حضرت حمزہ آپس میں دو اعتبار سے رضاعی بھائی بھی تھے۔

سیدہ ثُوَیْبَہ رضی اللہ عنہا کا وصال حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ہجرت کے ساتویں سال ہوا۔[4] (حضور کے ہجرت فرمانے سے پہلے) حضرت ثُوَیْبَہ جب بھی حضور کے ہاں تشریف لاتیں تو آپ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کی بے حد

عزت کیا کرتے، بلکہ ہجرت فرمانے کے بعد حضور مدینے شریف سے انہیں تحائف بھی بھیجا کرتے تھے، یہاں تک کہ جب فتحِ خیبر کے بعد حضور کو علم ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا ہے تو حضور نے ان کے بیٹے مسروح کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو اپنی ماں سے بھی پہلے فوت ہو گئے تھے اور اب ان کی اولاد میں سے کوئی بھی زندہ نہیں۔[5] سیدہ ثُوَیْبَہ اور ان کے بیٹے کے اسلام قبول کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جو لوگ ان کے مسلمان نہ ہونے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے تو پھر ہجرت فرض ہونے کے بعد انہوں نے مدینے ہجرت کیوں نہیں کی؟ اس کا جواب دیتے ہوئے امام حلبی فرماتے ہیں کہ ان دونوں کا شمار بھی ممکن ہے کہ انہی مسلمانوں میں ہوتا ہو جو کسی مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے۔[6] کیونکہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور کو جس بھی عورت نے دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا اللہ پاک نے اسے اسلام کی دولت سے مالا مال فرما دیا۔[7]

چونکہ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ہاں حضور نے دودھ پینے کا زیادہ وقت گزارا اور وہاں کئی واقعات بھی پیش آئے، لہٰذا سیدہ حلیمہ کا تذکرہ اِن شاءَ اللہ الگ سے کیا جائے گا۔ آیئے! حضور کی دیگر رضاعی ماؤں کے متعلق جانتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: حضرت حلیمہ حضور پُر نُور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں، تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ خدا بھاتی صورت دیکھی جوشِ محبت سے اپنی پستانیں دہنِ اقدس میں رکھیں، تینوں کے دودھ اتر آیا، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنٰی زن شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلود، تینوں قبیلہ بنی سُلَیم سے تھیں کہ جس کے نام میں ہی سلامتی اور اسلام کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: الحق کسی نبی نے کوئی آیت و کرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے زیادہ عطا نہ ہوئی، یہ اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تین پاک دامن اور کنواری لڑکیوں کے پستان میں دودھ پیدا فرما دیا۔ ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ (جو کمالات سب رکھتے ہیں تُو تنہا رکھتا ہے۔)[8]

حضور کی رضاعی ماؤں میں ابھی تک جن 6 خواتین کا تذکرہ ہوا، ان پر سب سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ ان سب نے یعنی حضرت ثُوَیْبَہ، حضرت حلیمہ سعدیہ، بنو سعد قبیلے کی ایک اور خاتون اور بنو سُلیم کی تین کنواری لڑکیوں نے حضور کو دودھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جبکہ اس کے علاوہ باقی تین کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا واقعی انہوں نے حضور کو دودھ پلایا ہے یا نہیں! آیئے! ان کے متعلق بھی کچھ جان لیتی ہیں:

7- خَولہ بنتِ مُنذِر: ان کے متعلق سُبُلُ الْہُدٰی والرشاد میں ہے کہ انہوں نے بھی حضور کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا۔ حالانکہ یہ درست نہیں، کیونکہ یہ حضور کی نہیں بلکہ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی رضاعی ماں ہیں۔[9] البتہ! بعض علمائے کرام نے چونکہ انہیں بھی حضور کی رضاعی ماں شمار کیا ہے، لہٰذا امام حلبی اس اختلاف کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عین ممکن ہے خَولہ بنتِ مُنذر نام کی دو عورتیں ہوں، ایک کو حضور نے شرفِ رضاعت بخشا ہو اور دوسری کا دودھ حضور کے بیٹے حضرت ابراہیم نے پیا ہو۔ نیز ایک قول کے مطابق یہ بھی ممکن ہے کہ قبیلۂ بنی سعد کی جس عورت نے حضور کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا ہو اسی کا نام خَولہ بنتِ مُنذِر ہو۔[10] یہ تطبیق اپنی جگہ مگر کئی دیگر علمائے کرام نے حضرت خَولہ بنتِ مُنذر کو حضور کی نہیں بلکہ آپ کے بیٹے ہی کی رضاعی ماں شمار کیا ہے، مثلاً محمد بن سعد ہاشمی زُہری نے اپنی کتاب الطبقاتُ الکبریٰ[11] میں، ابنِ عبدُ البر نے اَلْاِسْتِیعَاب[12] میں، تقیُّ الدِّین مَقریزی نے اپنی کتاب اِمتاعُ الاسماع[13] میں اور امام ابنِ حجر عسقلانی نے اپنی کتاب اِصابہ[14] میں یہی ذکر کیا ہے کہ حضرت خَولہ بنتِ مُنذِر انصاری خاتون ہیں اور انہوں نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے شہزادے حضرت ابراہیم کو دودھ پلایا تھا۔

8- اُمِّ فَرْوَہ: انہیں بھی حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضاعی ماں شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ درست نہیں، جس

طرح خولہ بنتِ منذر کو حضور کے بیٹے کی نہیں بلکہ حضور کی رضاعی ماں قرار دیا گیا، یعنی روایت میں بیٹے کا لفظ ذکر نہ ہونے کی وجہ سے نسبت درست نہ رہی، ایسا ہی کچھ معاملہ اُمِّ فَرْوَہ کے ساتھ بھی ہے۔ کیونکہ انہیں حضور کی رضاعی ماں سمجھنے کے متعلق جس روایت سے دلیل پکڑی جاتی ہے وہ مُسْتَغْفِری نے اپنی کتاب فضائلُ القرآن میں کچھ یوں نقل فرمائی ہے: عَنْ اُمِّ فَرْوَۃَ ظِئْرِ النَّبِیِّ قَالَتْ یعنی اُمِّ فَرْوَہ سے مَروی ہے کہ جنہوں نے حضور کو دودھ پلایا تھا، فرماتی ہیں کہ حضور نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو سورۂ کافرون پڑھ لیا کرو، کہ یہ شرک سے نجات کا باعث ہے۔[15]

ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے راوی میں اختلاف ہے کسی نے فَروہ کسی نے ابو فَروہ اور کسی نے اُمِّ فَرْوَہ لکھا ہے۔ حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ حقیقت میں اس روایت کے راوی ابو فروہ ہیں اور یہ غلطی یوں ہوئی کہ جب بعض راویوں نے ظِئْرٌ کے لفظ کو دیکھا تو چونکہ اس لفظ کا ایک معنیٰ دودھ پلانے والی عورت بھی ہے، لہٰذا انہوں نے سمجھا کہ یہاں ابو فروہ کی جگہ اُمِّ فَرْوَہ ہونا چاہئے اور بعد میں مُستغفری کے حوالے سے جس نے بھی یہ روایت نقل کی اس نے اُمِّ فَرْوَہ کو حضور کی رضاعی ماں ہی شمار کیا جو کہ ایک بہت بڑی غلطی تھی، حالانکہ ظِئْرٌ کا لفظ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کا اطلاق اس کے شوہر پر بھی ہوتا ہے۔[16] چنانچہ ثابت ہوا کہ اُمِّ فَرْوَہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی رضاعی والدہ نہیں، کیونکہ یہی روایت اسی سند کے ساتھ (یعنی عَنْ اَبِی اِسحاق عَن فَرْوَۃَ بْنِ نَوْفَل) دیگر کئی کتب میں بھی ہے، مثلاً امام خَرائطی نے مَکارمُ الاخلاق[17] میں، امام ابو داود نے سُنَنِ اَبی داود[18] میں اور امام حاکم نے مُسْتَدْرَک[19] میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ مگر کہیں بھی علامہ مستغفری کے علاوہ ظِئْرِ النَّبِیِّ کے الفاظ موجود نہیں۔ لہٰذا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس کا جواب مسند امام احمد کی اس روایت سے کچھ یوں سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت ابو فروہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی ربیبہ یعنی اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کی دودھ پیتی بچی ان کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا اَنْتَ ظِئْرِی۔[20] اور اس بچی کا نام ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری میں زینب بنتِ اُمِّ سلمہ نقل فرمایا ہے۔[21] شاید اسی وجہ سے علامہ مستغفری نے حضرت ابو فروہ کا ذکر کرتے ہوئے ساتھ میں ظِئْرِ النَّبِیِّ کا لفظ بھی ذکر کر دیا۔ لہٰذا معلوم ہوا اُمِّ فَرْوَہ حضور کی نہیں بلکہ حضور کی ربیبہ (یعنی سوتیلی بیٹی) زینب بنتِ اُمِّ سلمہ کی رضاعی ماں ہیں۔

8- اُمِّ ایمن: حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا اگرچہ باندی تھیں اور حضور کو اپنے والد ماجد کی میراث میں ملی تھیں، مگر اللہ پاک نے انہیں حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی محبت سے مالا مال فرمایا تھا، حضور جب بھی انہیں دیکھتے تو فرماتے: اَنْتِ اُمِّی بَعْدَ اُمِّی یعنی میری سگی ماں کے بعد آپ میری ماں ہیں۔[22] حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے متعلق مشہور تو یہی ہے کہ وہ حضور کی خادمہ تھیں اور آپ کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔ جیسا کہ سیرتِ مصطفےٰ میں ہے: جب حضور حضرت حلیمہ کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُمِّ ایمن آپ کی دیکھ بھال اور خدمت میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں، یہی آپ کو کھانا کھلاتیں، کپڑے پہناتیں آپ کے کپڑے دھوتی تھیں۔[23]

بعض علمائے کرام نے انہیں بھی حضور کی رضاعی ماں شمار کیا ہے اور ان علما میں اعلیٰ حضرت بھی شامل ہیں،[24] اس لحاظ سے حضور کی رضاعی ماؤں کی ترتیب یہ بیان کی جاتی ہے کہ سب سے پہلے حضور کی والدہ ماجدہ نے سات دن، پھر حضرت ثُوَیْبَہ نے اور اس کے بعد حضرت ام ایمن نے اور پھر سیدہ حلیمہ سعدیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو دودھ پلایا۔[25] (جاری ہے)

---

(1) بخاری، 3/432، حدیث: 5101 (2) سیرت حلبیہ، 1/125 (3) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/375 (4) تاریخ خمیس، 1/408 (5) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/377 (6) سیرت حلبیہ، 1/129 (7) فتاویٰ رضویہ، 30/295 (8) فتاویٰ رضویہ، 30/295 مفہوماً (9) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/377 (10) سیرت حلبیہ، 1/128 (11) طبقات ابن سعد، 8/321 (12) استیعاب، 4/392 (13) امتاع الاسماع، 10/60 (14) الاصابہ، 8/120 (15) فضائل القرآن، ص 687، حدیث: 1020 (16) الاصابہ، 8/451، 452 (17) مکارم الاخلاق، ص 312، حدیث: 957 (18) ابو داود، 4/407، حدیث: 5055 (19) مستدرک، 3/400، حدیث: 4035 (20) مسند امام احمد، 9/212، حدیث: 23868 (21) فتح الباری، 10/136، تحت الحدیث: 5106 (22) سیرت حلبیہ، 1/154 (23) مدارج النبوۃ، 2/23 (24) فتاویٰ رضویہ، 30/296 (25) اتحاف الوریٰ، 1/57

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 14)

پچھلی قسط میں بیان ہوا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائی جب مصر پہنچے تو آپ نے ان کی خوب دعوت کی اور اس دعوت کی میزبانی آپ کے بیٹے نے کی، مگر چونکہ آپ نے ابھی تک اپنے بھائیوں سے ملاقات نہ کی تھی، لہٰذا جب آپ کے بھائی کھانے سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے بالکل یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ آپ انہیں پہچان چکے ہیں، بلکہ ان سے پوچھا کہ وہ کہاں سے اور کیوں آئے ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی: ہم کھانے کی تلاش میں آئے ہیں۔ اس پر حضرت یوسف کو اپنے بھائیوں کا ماضی میں کیا گیا سلوک یاد آ گیا تو آپ نے فرمایا: جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ نہیں لگ رہا، کیونکہ تم میں کچھ ایسی نشانیاں ہیں جو تمہاری شخصیت کی عکاس نہیں۔ بہر حال یہ بتاؤ کہ تم کتنے آدمی ہو؟ جب انہوں نے کہا کہ ہم دس ہیں، تو حضرت یوسف نے فرمایا: یہ بات بظاہر تو ایسی ہی ہے جیسا تم کہہ رہے ہو، مگر حقیقت میں تم دس ہزار ہو، کیونکہ تم میں سے ہر ایک ہزار آدمیوں کی طاقت رکھتا ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السّلام نے ان سے مزید حالات پوچھے تو انہوں نے بتایا: ہم سب بھائی ہیں اور ایک صدیق یعنی نہایت سچے شخص کے بیٹے ہیں۔ ہم کل 12 بھائی تھے، ہمارے والد چھوٹے بھائی سے بہت محبت کرتے تھے، مگر ایک مرتبہ ہم اسے جنگل لے گئے جہاں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس پر حضرت یوسف نے فرمایا: تم کس طرح کہتے ہو کہ تمہارا باپ صدیق ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے چھوٹے بھائی سے زیادہ محبت کرتا ہے جبکہ صدیقوں کا یہ حال نہیں ہوتا۔ انہوں نے عرض کی: اے بادشاہ! اگر آپ اُسے دیکھتے تو آپ بھی اسے ہی پسند کرتے۔ ویسے ہمیں بھی اپنے چھوٹے بھائی سے محبت تھی، لیکن جب اس نے ایک ایسا خواب بیان کیا جسے سن کر ہمیں اس سے محبت نہ رہی۔ وہ خواب کیا تھا؟ پوچھنے پر انہوں نے بتایا: اس نے دیکھا کہ وہ بادشاہ ہے اور ہم اس کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ حضرت یوسف نے پوچھا: تو کیا وہ بادشاہ بنا؟ عرض کی: نہیں، کیونکہ اسے بھیڑیا کھا گیا تھا۔[1]

بہر حال حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے بھائیوں کو خوب نوازا اور جب سب سامان ان کے لئے تیار کر دیا تو (وہ اپنے جس بھائی کو پیچھے چھوڑ آئے تھے، اس کے حصے کا اناج بھی مانگا تو) آپ نے ان سے فرمایا: اگلی بار آؤ، تو اسے بھی لے کر آنا، کیونکہ میں تم سب کو پسند کرنے لگا ہوں اور ویسے بھی تمہارے ہی دین پر ہوں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میں ہر ایک کو (ایک اونٹ کے برابر) پورا پیمانہ بھر کر دیتا ہوں (اس کے پاس موجود سواریوں کے اعتبار سے نہیں دیتا) اور میں اپنے مہمانوں کی بھی خوب مہمان

نوازی کرتا ہوں! لہٰذا اگر اگلی بار تم اپنے بھائی کو نہ لائے تو میرے پاس نہ آنا، میں تمہیں کچھ نہ دوں گا۔[2] یہاں امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی بات سے اس طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو دل بھی موجود ہونا چاہئے کہ اس حاضری میں اعتبار دل کا ہوتا ہے نہ کہ عبادت کا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اللہ پاک تمہاری صورت دیکھتا ہے نہ کہ مال (اور لباس و جسم)، بلکہ وہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔[3]

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان کے بھائی جو مال لے کر آئے تھے وہ بھی ان کے سامان میں ہی رکھ دیں۔ چنانچہ جب حضرت یوسف کے بھائی واپس چلے تو جہاں بھی پڑاؤ کرتے، وہاں کے لوگ اُن کی خوب آؤ بھگت کرتے، یہ عزت افزائی دیکھ کر شمعون بولا: مصر جاتے ہوئے تو کوئی ہماری طرف توجہ نہ دیتا تھا مگر اب واپسی پر ہر ایک ہماری تعظیم و تکریم کرتا ہے! یہودا نے کہا: اس کا سبب یہ ہے کہ اب ہم میں شاہی دربار کا کچھ اثر ہے۔ ان کی اس حالت کے متعلق امام غزالی فرماتے ہیں: جو لوگوں کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، اس پر لوگوں کی صحبت کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو اور اس پر اس کا اثر ظاہر نہ ہو![4]

حضرت یوسف علیہ السّلام کا نور ان کے بھائیوں سے چھیننے کے لئے راستے میں شیطان گھات لگائے بیٹھا تھا، اس نے انہیں گمراہ کرنے کے لئے اپنی شیطانی قوم کے سارے سردار بھی اکٹھے کر رکھے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انہیں ورغلانے کے لئے اپنے پاس بیٹھنے کے لئے کہا تو اسی وقت آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور اس نے شیطان اور اس کے لشکریوں کو اکٹھا کر کے کوہِ قاف کے پیچھے پھینک دیا اور اولادِ یعقوب سے کہا: اے اولادِ یعقوب! سیدھے گھر جاؤ! اس نے جو تمہارے ساتھ پہلے کیا تھا، کیا وہ کافی نہیں کہ جو پھر دوبارہ تمہارے پاس آیا ہے! پوچھنے پر فرشتے نے انہیں بتایا کہ یہ شیطان اور اس کے لشکری تھے۔ بہرحال جب یہ سب حضرت یعقوب علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچے تو پہلے آپ ہنسے اور پھر رونے لگے۔ بیٹوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: مجھے تم میں سے اچھی خوشبو آئی، اس لئے ہنسا اور پھر تم میں سے شیطان کی بُو آئی، اس لئے رونے لگا۔ چنانچہ انہوں نے شیطان کا پورا قصہ حضرت یعقوب علیہ السّلام سے بیان کر دیا، پھر حضرت یعقوب نے اُن سے پوچھا: تم نے عزیزِ مصر کو کیسا پایا؟ عرض کی: ایک کریم شخص کی طرح ہمارے ساتھ پیش آیا۔ حضرت یعقوب نے پوچھا: اس کا دین کیا ہے؟ عرض کی: اس کا دین اسلام ہے اور اسے آپ کا غم معلوم ہوا تو وہ بھی غم زدہ ہو گیا اور بہت رویا۔ اس نے ہمیں اس قدر نوازا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے دنیا کی طلب سے بے پروا کر دیا ہے۔ البتہ! اس نے ہم سے یہ شرط رکھی ہے کہ اگلی بار آؤ تو بن یامین کو بھی ساتھ لانا۔ پھر جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ ان کی ادا کی گئی ساری قیمت انہیں واپس کر دی گئی ہے اور پھر جب انہوں نے یہ بات حضرت یعقوب کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: بڑی شرمندگی کی بات ہے۔ بیٹوں نے ایسا کہنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: اگر بادشاہ کے نزدیک تمہاری کچھ قدر ہوتی تو وہ تمہاری ادا کی ہوئی قیمت نہ لوٹاتا۔ اسی طرح اگر اللہ پاک بندے سے راضی نہ ہو تو وہ اس کا کوئی معاملہ قبول نہیں کرتا۔[5]

جب حضرت یعقوب علیہ السّلام کے بیٹوں نے دوسری مرتبہ مصر جانے کا ارادہ کیا تو حضرت یعقوب نے انہیں یہ وصیت کی کہ سب کے سب ایک دروازے سے نہ جانا، بلکہ الگ الگ درازوں سے جانا۔ مصر کے چونکہ پانچ دروازے ہیں، بابِ شام بابِ مغرب، بابِ یمن، بابِ روم اور بابِ طیلون۔ لہٰذا بابِ شام کے علاوہ باقی چاروں دروازوں سے الگ الگ ہو کر جانا۔

امام غزالی فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السّلام نے ایسا اس لئے فرمایا تھا کہ آپ کو نظر لگ جانے کا ڈر ہوا۔ کیونکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا بھی فرمانِ عالیشان ہے: نظر اور جادو حق ہے۔ البتہ! یہاں حق سے مراد یہ نہیں کہ اللہ پاک راضی ہے، بلکہ یہ مراد ہے کہ اس میں تاثیر ہے۔ بعض علمائے کرام کے نزدیک حضرت یعقوب نے گویا ان کے عمل کی طرف اشارہ کیا یعنی فرمایا: پہلے مخالفت کے دروازے سے گئے تھے، اب موافقت کے دروازے سے جانا۔[6]

❶ بحر المحبہ، ص 132 ❷ بحر المحبہ، ص 137 ❸ الزہد لابن مبارک، ص 540، حدیث:1544 ❹ بحر المحبہ، ص137 ❺ بحر المحبہ، ص138 ❻ بحر المحبہ، ص139

شرحِ سلامِ رضا

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(81)

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حُرمت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **خاکِ گزر**: گزر گاہ (راستے) کی مٹی۔ **کفِ پا**: پاؤں کا تلوا۔ **حُرمت**: عزت۔

مفہومِ شعر: نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم جن راستوں سے گزرے قرآنِ پاک نے اس شہر کی قسم یاد فرمائی۔ آپ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک پاؤں کی حُرمت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: خاکِ گزر کی قسم! یہاں راہ گزر سے مراد وہ سرزمین ہے جس نے حضور کے قدموں کو چھونے کی سعادت پائی۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے نبیِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! اللہ پاک کے ہاں آپ کا کتنا عظیم مرتبہ ہے کہ اس نے آپ کے قدموں کی مٹی کی قسم یاد کرتے ہوئے فرمایا: مجھے اِس شہر کی قسم۔[1]

یہ بات ہر عقلمند جانتا ہے کہ قسم اسی چیز کی کھائی جاتی ہے جو عظمت و شرف میں سب سے بڑھ کر ہو، لہٰذا اس سے اچھی طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں ہمارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مقام و مرتبہ کیا ہے! قرآن کریم میں جہاں حضور سے منسوب دیگر چیزوں مثلاً آپ کی مبارک زلفوں، چہرہ، گفتگو، آپ کی زندگی اور آپ کے زمانے کی قسم کھائی گئی وہیں آپ کی خاکِ گزر کو بھی بطورِ قسم ذکر کیا گیا اور اللہ پاک نے یہ سب قسمیں اس لئے ذکر فرمائیں تاکہ آپ کی فضیلت و عظمت خوب واضح ہو جائے، جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کا اپنی ذات و صفات کے علاوہ کسی بات کی قسم کھانا اس لیے نہیں ہوتا کہ وہ چیز اللہ پاک سے بڑی ہے بلکہ حکمت یہ ہوتی ہے کہ اس چیز کی فضیلت و عظمت کو واضح کیا جائے تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ اس چیز کی اللہ کے ہاں بڑی عزت ہے۔[2]

کفِ پا کی حرمت: جن تلووں کے لگنے سے گلیاں اتنی عظمت والی ہو گئیں خود ان مبارک تلووں کی عزت و عظمت کا عالم کیا ہو گا! اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات | ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

حضرت عبدُ اللہ بن بُرَیدہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک پاؤں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔[3] آپ کا تلوا اونچا تھا جو زمین سے نہ لگتا تھا دونوں پنڈلیاں کچھ پتلی اور صاف و شفاف، پاؤں کی نرمی اور

نازک پن کا یہ عالَم تھا کہ ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہر تا تھا۔[4]
حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب پتھر پر چلتے تو پتھر موم کی طرح نرم ہو جاتا اور آپ کے پاؤں کے نشان اس پر نقش ہو جاتے۔[5]

(82)

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **سہانی:** خوبصورت۔ **گھڑی:** وقت، لمحہ۔ **دل افروز:** دل کو بھانے والا۔ **ساعت:** وقت۔

مفہومِ شعر: جس سہانی گھڑی میں حضور کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی اس مبارک اور بابرکت ساعت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: حضور جس وقت اس دنیا میں آئے اس پر تمام جہانوں کی خوشیاں قربان! یقیناً ایسی خوبصورت گھڑی پہلے کبھی آئی نہ آئے گی، کیونکہ اسی کے صدقے جہاں کو نور اور روشنی نصیب ہوئی اور جہالت کا اندھیرا دور ہوا، یقیناً یہ گھڑی شبِ براءت و شبِ قدر سے بھی افضل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں پیدا ہونے والی ہستی تمام انسانوں میں سب سے افضل اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والی ہے۔

حضور کی پیدائش چونکہ 12 ربیعُ الاول پیر کے دن صبحِ صادق کے وقت ہوئی تھی، لہٰذا اس خاص وقت میں آپ کی پیدائش کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اگر آپ رات میں تشریف لاتے تو دن محروم رہ جاتا اور اگر دن میں آپ کی ولادت ہوتی تو رات شکوہ کرتی، لہٰذا آپ کی آمد کے لیے قدرت نے ایسے وقت کا انتخاب کیا جو رات کی انتہا اور دن کی ابتدا ہو، تاکہ دونوں کو ولادتِ مصطفےٰ کی برکت سے حصہ مل جائے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ولادت انتہائی باکمال اور اللہ پاک کی عظیم قدرتوں کا مظہر تھی، حضور جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی کیفیت دیگر بچوں سے بہت مختلف تھی، آپ ہر قسم کی گندگی سے پاکیزہ، صاف ستھرے، کٹی ہوئی ناف والے، ختنہ کیے ہوئے اور آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے پیدا ہوئے۔[6]

(83)

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ اُمّت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **روزِ ازل:** تخلیق کائنات سے پہلے۔

مفہومِ شعر: حضور نے پیدا ہوتے ہی سجدے میں سر رکھ کر فرمایا: الٰہی! میری امت میرے حوالے کر دے۔ پیدا ہوتے ہی اپنی اُمّت کو یاد رکھنے والے آقا پہ لاکھوں سلام۔

شرح: سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے دنیا میں تشریف لاتے ہی سجدہ فرمایا۔[7] اور عرض کی: خدایا! میری اُمّت کو میرے واسطے بخش دے۔ (اللہ پاک کی طرف سے) خطاب ہوا: میں نے تیری اُمّت کو بسبب تیری بلند ہمتی کے بخش دیا، پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا: اے میرے فرشتو! گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی اُمّت کو پیدا ہونے کے وقت نہ بھولا تو اُس کو قیامت کے دن کس طرح بھولے گا![8]

(84)

زرعِ شاداب و ہر ضَرعِ پُر شِیر سے
بَرکاتِ رَضاعت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **زرعِ شاداب:** سرسبز کھیتی۔ **ضرعِ پُر شیر:** دودھ سے بھری چھاتی۔

مفہومِ شعر: جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور کو لینے آئیں تو آپ کی چھاتیاں اور کھیتیاں ہر چیز خشک تھی، مگر حضور کو دودھ پلانے کی جو برکتیں انہیں ملیں، ان پر لاکھوں سلام۔

شرح: حضور حضرت حلیمہ کی گود میں تشریف لائے تو حلیمہ کی قسمت ہی بدل گئی، رحمت و برکات ان کے دروازے کو کھٹکھٹانے لگیں، جان، مال، زمین اور چوپائے ہر چیز میں برکتوں کا ظہور ہونے لگا، وہ علاقہ جو قحط سالی کی وجہ سے بنجر ہو چکا تھا سرسبز و شاداب ہو گیا۔ سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں: اللہ کی کشادہ زمین میں ہماری زمین سے بڑھ کر کوئی زمین سرسبز نہ تھی۔[9] حضرت حلیمہ حضور کو لے کر جس راہ سے گزرتیں اگر وہ ویران ہوتی تو شاداب ہو جایا کرتی تھی۔[10] ان کا اپنا خشک سینہ، بلکہ ان کی اونٹنی اور بکریوں کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ آپ فرماتی ہیں: میری چھاتی میں دودھ نہ تھا، جس کی وجہ سے بچہ ساری رات بھوک کی وجہ سے روتا رہتا تھا، مگر جب میں نے حضور کو دودھ پیش کیا تو آپ کی برکت سے اس سے دودھ جاری ہو گیا۔[11]

---

(1) نسیم الریاض، 1/317 (2) مدارج النبوۃ، 1/65 (3) خصائص کبریٰ، 1/128 (4) شمائلِ محمدیہ، ص21، حدیث:7 (5) مدارج النبوۃ، 1/117 (6) سیرتِ حلبیہ، 1/78 (7) مواہبِ لدنیہ، 1/66 ملخصاً (8) انوارِ جمالِ مصطفےٰ، ص104 (9) سیرتِ حلبیہ، 1/133 (10) تفسیرِ مظہری، 6/528 (11) سیرتِ حلبیہ، 1/132 مفہوماً

مدنی مذاکرہ

کچا گوشت کافی دنوں تک خراب نہ ہو

سوال: کچا گوشت زیادہ دنوں تک خراب نہ ہو اس کا کوئی طریقہ بتادیجئے۔

جواب: کچا گوشت اگر بڑے پتیلے یا ٹوکرے میں بھر کر ڈیپ فریزر میں رکھیں گے تو اندرونی حصّہ میں ٹھنڈک کم پہنچنے کے باعث خراب ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے لہٰذا اس کی حفاظت کا طریقہ اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ پہلے ٹوکری کی تہ میں برف بچھایئے، اب اس پر گوشت کی تہ جمادیجئے پھر اس پر برف کی تہ بچھایئے، پھر اوپر گوشت کی اور اب ڈیپ فریزر میں رکھ دیجئے۔ اس طرح کرنے سے نیچے اوپر اور اندر ہر طرف ٹھنڈک ہی ٹھنڈک رہے گی اور اِن شاءَ اللہ کافی دنوں تک گوشت خراب نہیں ہو گا۔[1]

قربانی کا گوشت کب تک کھا سکتے ہیں؟

سُوال: قربانی کا گوشت عید الاضحیٰ کے بعد بھی کھایا جاسکتا ہے؟ نیز بعض لوگ کہتے ہیں کہ محرم الحرام کا چاند نظر آجائے تو گھر میں گوشت نہیں پکانا چاہیے اور قربانی کا گوشت بھی یکم محرم الحرام سے پہلے پہلے ختم کر لینا چاہیے۔ آپ اس حوالے سے ہماری راہ نمائی فرما دیجیے۔

جواب: قربانی کا گوشت اگر کوئی سال بھر تک کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے یہ جائز ہے۔ محرم الحرام میں بھی قربانی کا گوشت اور اس کے علاوہ جانور ذَبح کر کے اس کا گوشت بھی کھایا جاسکتا ہے۔[2] یہ الگ بات ہے کہ ڈاکٹروں کے نزدیک طِبّی اعتبار سے گوشت استعمال کرنے کی مدت الگ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کوئی سا بھی گوشت ہو، 10 یا 15 دِن تک کھا لینا چاہیے، بعد میں نقصان ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ رائے سُوکھے ہوئے گوشت کے بارے میں نہ ہو، کیونکہ پہلے تو گوشت سکھالیا جاتا تھا، بلکہ اب بھی سُوکھا ہوا گوشت کھاتے لوگوں کو دیکھا ہے۔ لیکن اب فریج Fridge کی وجہ سے معاملات بدل گئے ہیں، لوگ گوشت، مچھلی، سبزی اور بہت سی چیزیں سال بھر کے لئے Freeze کر لیتے (یعنی جَما لیتے) ہیں، بلکہ اِن چیزوں کا کاروبار کرنے والے تو سالوں تک یہ چیزیں Freeze کر کے چلاتے ہیں اور اِس کا پُورا اِنْظام ہوتا ہے۔[3]

جانور کی کون سی چیز ہے جو بیمار کے لیے شفا ہے!

سُوال: جانور کی ایسی کون سی چیز ہے جو بیمار کو کھلانے سے شفا حاصل ہوتی ہے؟

جواب: جو شخص بھوک کی وجہ سے نڈھال اور کمزور ہو اسے جانور کی کھال ابال کر اس کے بال اتار کر کھلانے سے طاقت آجائے گی، یہ قربانی کے جانور کے ساتھ خاص ہے، البتہ! حلال جانور کے بعض حصوں میں طاقت زیادہ ہوتی ہے بعض میں کم ہوتی ہے، بعض حصے بعض کے لیے مفید ہوتے ہیں اور بعض اجزا دوا میں ڈالے جاتے ہیں جیسے بکرے کا کچا بھیجا دواؤں میں ڈالا جاتا ہے، اسی طرح بکرے کا گوشت اور دیگر دوائیں اور جڑی بوٹیاں ابال کر ان کا عرق نکال کر حکیم صاحبان مریضوں کو دیتے ہیں۔ مختلف جانوروں میں اللہ پاک نے مختلف تاثیریں

رکھی ہیں، گائے میں الگ، بکرے میں الگ، مرغی میں الگ، کبوتر میں الگ۔ اسی طرح ہڈیوں میں اللہ پاک نے بہت فوائد رکھے ہیں، لوگ گوڈے (گھٹنے) کا سوپ اور ہڈیوں کی یخنی پیتے ہیں، آج کل بون لیس یعنی ہڈیوں کے بغیر گوشت کھایا جاتا ہے، یہ مناسب نہیں، اللہ پاک نے ہر چیز میں کوئی نہ کوئی فائدہ رکھا ہے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی، میرا مشورہ ہے کہ گوشت ہڈیوں والا ہی لینا چاہیے، البتہ! بکری کی دستی، کمر اور گردن کا گوشت پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو پسند تھا[4] بازو کو دستی کہتے ہیں۔[5]

کلیجی اور تلی میں کیا فرق ہے؟

سُوال: کلیجی اور تلی میں کیا فرق ہے؟ (حاجی حسان کا سُوال)

جواب: کلیجی اور تلی میں فرق یہ ہے کہ تلی اوجھڑی سے لپٹی ہوئی ہوتی ہے اور کلیجی جسے Liver اور جگر بھی کہا جاتا ہے یہ بہت بڑا حصہ ہوتا ہے اس کے دو پیس ہوتے ہیں، کلیجی اور تلی دونوں حلال ہیں، حدیث پاک میں ہے: ہمارے لیے دو خون اور دو مُردے حلال ہیں، دو خون سے مُراد کلیجی اور تلی اور دو مُردے سے مُراد مچھلی اور ٹڈی ہیں[6]۔[7]

گوشت اور چاول کھانوں کے سردار ہیں

سُوال: کیا ہمارے پیارے نبی سے چاول کھانا ثابت ہے؟

جواب: پیارے نبی، مکی مَدَنی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے چاول کھانے کے متعلق کوئی رِوایت تو نہیں پڑھی۔ اَلبتہ چاول کو گوشت کے بعد دوسرے نمبر پر دُنیوی کھانوں کا سردار فرمایا گیا ہے جیسا کہ حضرتِ علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکریم سے مَرفوعاً رِوایت ہے: دُنیوی کھانوں کا سردار گوشت ہے پھر اسکے بعد چاول۔[8]

بلکہ ایک رِوایت میں اسے گوشت کے بعد دوسرے نمبر پر دُنیا و آخرت کے کھانوں کا بھی سردار فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: دُنیا و آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے پھر چاول[9]۔[10]

جنتیوں کو سب سے پہلے کیا کِھلایا جائے گا؟

سُوال: کیا چاول بھی کھانوں کے سردار ہیں؟ نیز جَنّتی جنّت میں سب سے پہلے کیا کھائیں گے؟

جواب: جنّت کے کھانوں میں گوشت کا سب سے پہلا نمبر ہے اور دوسرا نمبر چاول کا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ جنّت میں آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے قدموں میں بیٹھ کر گوشت بھی کھائیں گے اور چاول بھی کھائیں گے۔ نیز جَنّتی جنّت میں سب سے پہلے مچھلی کی کلیجی کا کنارہ کھائیں گے۔[11] [12]

منگل اور بدھ کو بڑا گوشت نہ بیچنے کی شرعی حیثیت

سُوال: گوشت فروش منگل اور بدھ کو بڑا گوشت نہیں بیچتے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: گوشت اور جانوروں کی بچت کی خاطر ہمارے یہاں منگل اور بدھ بلکہ شاید تین دن تک گوشت بیچنا قانونی لحاظ سے منع ہوتا ہے لیکن گوشت فروش چھپ چھپا کر بیچ رہے ہوتے ہیں۔ جس طرح کتے کے منہ میں ہڈی دیکر خاموش کروایا جاتا ہے تو اسی طرح انتظامیہ کے رشوت خور افراد بھی رشوت کھا کر آنکھ آڑے کان کرتے ہیں یا بعض گوشت فروشوں کی انتظامیہ کے لوگوں سے ترکیب ہوتی ہے تو وہ چھٹی والے دن بھی گوشت بیچ رہے ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ چھٹی والے دن گوشت بیچنا شرعاً منع نہیں ہے لیکن ہمیں قانون کی پابندی بھی کرنی چاہیے، یہ قانون تو ہمارے بھلے کیلئے ہی ہے اور ویسے بھی سبزی اور مچھلی کھانا صحت کیلئے مفید ہے لہٰذا گوشت نہ ملنے کے بہانے مچھلی، سبزی اور دال کھانے کی باری بھی آئے گی لیکن بعض لوگ ناغے کے دن سے پہلے سے ہی فریزر میں گوشت بھر کر رکھ لیتے ہیں۔[13]

---

(1) آداب طعام، ص574 (2) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3 / 189 (3) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3 / 232 (4) شمائلِ محمدیہ، ص108، حدیث: 161 (5) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 9 / 188 (6) ابنِ ماجہ، 4 / 32، حدیث: 3314 (7) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3 / 232 (8) مواہبِ لدنیہ، 2 / 128 (9) سبل الہدی والرشاد، 12 / 225 (10) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1 / 162 (11) بخاری، 2 / 605، حدیث: 3938 (12) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2 / 113 (13) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2 / 476

اسلام میں بدشگونی نہیں

اُمِّ میلاد عطاریہ*

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کچھ چیزوں کو اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں اور بعض چیزوں کو اپنے حق میں منحوس سمجھتے ہیں، اسی لئے اگر انہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے تو کہتے ہیں کہ یہ فلاں کی نُحوست ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا یہ نقصان ہو گیا مثال کے طور پر آپس میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا، رشتہ ٹوٹ گیا، اگرچہ اِن سب کی اصل وجہ کچھ اور ہو۔ یاد رہے کہ اسلام میں بدشگونی کا کوئی تَصَوُّر (Concept) نہیں اور یہ صرف بے بنیاد خیالات ہوتے ہیں جنہیں توہّمات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ توہّمات اور بدشگونیاں (Bad omen) انسان کو اندر سے کمزور کر دیتی ہیں، جب کہ ایک مسلمان کو اللہ پاک پر پکّا ایمان رکھنا چاہئے یہ پکّا یقین اور توکّل (بھروسا) مسلمان کو جرأت، بہادری اور اعتماد دیتا ہے۔

شریعت میں حکم ہے: ”اِذَا تَطَیَّرْتُمْ فَامْضُوْا“ جب کوئی شگونِ بد، گمان میں آئے تو اس پر عمل کر گزرو۔

مسلمان کو چاہئے کہ ”لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُكَ، وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ، وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ“ (ترجمہ: اے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔) پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسا کرے۔ جس کام کے بارے میں بُرا شگون آرہا ہو وہ کر ڈالے۔[1]

اور اگر پھر بھی مرضی کے مطابق نتائج نہ نکلیں یا کوئی بیماری یا پریشانی آئے تو اس پر یہ ہی عقیدہ رکھنا چاہئے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے نہ کہ کسی چیز کی نحوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے جیسا کہ قراٰنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(۱۱)﴾

ترجَمۂ کنزالعرفان: ہر مصیبت اللہ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیدے گا اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔[2]

13

خلاصہ یہ ہے کہ موت، مرض اور مال کا نقصان وغیرہ الغرض ہر مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور یقین رکھے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت (یعنی اس کے چاہنے) اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے اور مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر شکر اور آزمائش پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت دے دے گا کہ وہ اور زیادہ نیکیوں اور فرماں برداری والے کاموں میں مشغول ہو گا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔[3]

یہ سوچ ایک مسلمان کو ہر حال میں مطمئن رکھتی ہے کہ جو ہُوا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہُوا، اس میں ضرور کوئی اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے۔ میرا رب بہتر جانتا ہے۔

اسلامی سال کے دوسرے مہینے صفر المظفر کے متعلق بھی لوگوں بالخصوص خواتین میں بہت ساری غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اس ماہ کو مَردوں پر بھاری سمجھنا، اس کی 13 تاریخ کو منحوس سمجھنا، اس مہینے کو بلاؤں کے اُترنے کا مہینا سمجھنا، بیماریوں کا مہینا سمجھنا وغیرہ۔

اور ان بے بنیاد خیالات پر عمل کرتے ہوئے کئی کام ایسے ہیں جنہیں اس ماہ میں کرنے سے روکا جاتا ہے، مثلاً اس ماہ میں شادی نہ کرنا، سفر نہ کرنا، کاروبار کا آغاز نہ کرنا۔ اسی طرح صفر کے مہینے میں مختلف چیزیں پکا کر محلے میں اس لئے بانٹنا کہ اس ماہ کی بلائیں ٹل جائیں، دینِ اسلام میں ان باتوں کی کوئی اصل نہیں ہے۔

ایسی باتوں کو عام کرنے والی اکثریت وہ ہے جو دینِ اسلام کی تعلیمات سے دور ہے۔ اگر ہم قراٰن و سنت کا علم حاصل کریں، سیرت کا مطالعہ کریں تو نہ صرف ہمارے ایمان کو تقویت وطاقت ملے گی بلکہ صحیح اور غلط کی پہچان بھی کر سکیں گے۔ شیرِ خدا حضرت علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وجہَہُ الکریم اور شہزادیِ مصطفےٰ حضرت فاطمۃ الزّہراء رضی اللہُ عنہا کا نکاح صفر کے مہینے میں ہوا۔[4] اگر ماہِ صفر میں شادی کرنا منع ہوتا تو کیا ان مقدس ہستیوں کی اس مہینے میں شادی ہوئی ہوتی؟ اور کسی کا یہ خیال ہے کہ ماہِ صفر المظفر میں صرف ناکامی ہی کا سامنا ہو سکتا ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ ماہِ صفر ہی وہ مہینا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے نوازا اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے پیارے صحابۂ کرام رضوانُ اللہِ علیہم اجمعین کو خیبر کی فتح عطا ہوئی۔[5]

اللہ تعالیٰ ہمیں کسی چیز کو منحوس سمجھنے اور اس سے بدشگونی نہ لینے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

---

(1) فتاویٰ رضویہ، 29/641، مفہوماً (2) پ28، التغابن: 11 (3) خزائن العرفان، ص1030، ملخصاً (4) الکامل فی التاریخ، 2/12 (5) البدایہ والنہایہ، 3/392۔

کسی شخص، جگہ، چیز، دن تاریخ یا وَقْت کو منحوس جاننے یا بدشگونی لینے کا اسلام میں کوئی تصوُّر نہیں ہے، اس بارے میں مزید جاننے کے لئے کتاب "بدشگونی" مکتبۃُ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے یا دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کر کے خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (بحریہ ٹاؤن راولپنڈی)

نومولود کو گود میں اٹھانے کی احتیاطیں (قسط:10)

دنیا بھر میں تقریباً جب بھی کسی چھوٹے بچے کو اٹھایا جاتا ہے تو یہ عام تجربے کی بات ہے کہ ہر کوئی بچے کو اٹھا کر اپنے بائیں کندھے کے ساتھ لگا لیتا ہے۔ جہاں اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اٹھانے والے کو دائیں ہاتھ سے دیگر کام کرنا آسان لگتا ہے وہیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بچہ اپنی ماں یا باپ کی دھڑکن کے قریب ہوتا ہے، جس سے درجۂ حرارت کو ریگولیٹ کرنے اور اسے پُر سکون رکھنے میں ممکنہ مدد ملتی ہے۔

نومولود بچوں کو بستر سے اٹھانے میں خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی کبھار تو تجربہ کار ماؤں کو بھی بچوں کو اٹھانے میں مسائل کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے، کیونکہ بچے جسمانی طور پر نازک ہونے کے ساتھ ساتھ حساس بھی ہوتے ہیں اور ان کے گرنے یا کسی اچانک لگ جانے والی چوٹ کا ڈر لگا رہتا ہے، نیز ذرا سی آواز یا حرکت بچے کو چونکا دیتی ہے اور وہ خوفزدہ ہو کر ہاتھ پاؤں مارتا اور رونے لگتا ہے۔ یہ عمل بچے کی پیدائش سے لے کر تقریباً چار ماہ تک جاری رہتا ہے۔ چنانچہ بچے کو گرنے اور اس چونکا دینے والے عمل سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو حفاظت اور احتیاط سے اٹھایا جائے۔ لہٰذا اس سلسلے میں ذیل میں بیان کردہ چند باتوں اور احتیاطوں کو پیشِ نظر رکھنا کافی مفید ہے:

گود میں اُٹھانے کی احتیاطیں

❖ نومولود بچوں کو بالخصوص مختلف اقسام کے انفیکشنز ہونے کا خطرہ رہتا ہے کیونکہ ان کا مدافعاتی نظام ابھی کمزور ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بچوں کو گود میں اٹھانے سے پہلے ہاتھوں کو اچھی طرح سے صاف کر لیا جائے۔

❖ اگر آپ نے پہلے کبھی کسی نوزائیدہ بچے کو گود میں نہیں اٹھایا تو بہتر ہے کہ کسی تجربہ کار کی مدد لے لیجیے تاکہ وہ بچے کو اٹھا کر آپ کی گود میں دیدے۔ کیونکہ ذرا سی بے احتیاطی بچے کے لئے تکلیف کا سبب بن سکتی ہے۔

❖ بچے کو جب بھی گود میں لیں تو اس طرح سے لیجئے کہ وہ خود کو محفوظ سمجھے اور بے چینی محسوس نہ کرے۔

❖ ویسے تو بچے کا مکمل وجود ہی بہت نازک ہوتا ہے، مگر گود میں اٹھاتے ہوئے ریڑھ کی ہڈی کا خاص خیال رکھنا انتہائی

ضروری ہے، لہٰذا بچے کو گود میں اٹھاتے وقت ایک ہاتھ اس کے سر اور کمر کے نیچے جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی پیٹھ اور ٹانگوں کے نیچے رکھ کر اسے اٹھائیے۔ اسی طرح جب کسی دوسرے کو بچہ پکڑائیں تو بھی اسی طریقہ کار کا خاص خیال رکھا جائے۔

❖ نومولود بچے کو اٹھا کر ہمیشہ اپنے سینے کے قریب رکھیے اور بڑے بچوں کی طرح اسے بغلوں کے نیچے سے نہ پکڑیئے، تاکہ وہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہے۔

❖ بچے کو گود میں اُٹھانے کے لئے کبھی بھی اسے بازو یا ٹانگ سے مت پکڑیے کہ ذرا سی لاپروائی بچے اور ماں دونوں کو تکلیف میں ڈال سکتی ہے۔ لہٰذا بچے کو نرمی سے سر اور پھر پیٹھ سے سہارا دے کر اٹھائیے۔

❖ بچے کو گود سے واپس بستر یا جھولے میں لٹاتے ہوئے سب سے پہلے بچے کا سر پھر باقی جسم رکھیے۔

بچے کو گود میں اُٹھا کر یہ کام نہ کیجئے

❖ بچے کو گود میں اٹھا کر بیڈ یا چارپائی کے کنارے پر ہرگز نہ بیٹھیے کہ بچے کی اچھل کود سے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

❖ عموماً بچے ہاتھ پاؤں زیادہ ہلاتے ہیں جس کے سبب انہیں سنبھالنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے زیادہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ نومولود کو گود میں اُٹھاتے ہوئے کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا جائے تاکہ بچے کے گرنے کا کوئی خطرہ نہ رہے۔

❖ جب بھی نومولود بچے کو گود میں اٹھائیں تو اس کے نازک جسم کو ہوا میں اچھالنا یا اسے تیز تیز جھلانا بالکل اچھا نہیں کہ اس سے اس کے سر میں انٹرنل بلیڈنگ ہو سکتی ہے جو اس کی موت کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

❖ بچے کو گود میں اٹھا کر چھری سے کئے جانے والا کوئی بھی کام مت کیجئے جیسے سبزی یا پھل کاٹنا وغیرہ کہ ذرا سی بے دھیانی کسی بڑے نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔

❖ اگر کسی تقریب کے سبب فینسی کپڑے پہنے ہوں تو بچے کو گود میں اٹھاتے ہوئے خیال رکھیے کہ کپڑے پر لگے موتی وغیرہ بچے کو نہ چبھیں یا بے دھیانی میں بچہ کوئی موتی نہ نگل لے۔

بچے کے ساتھ سفر کرنے کی احتیاطیں

❖ اگر آپ موٹر سائیکل پر سفر کر رہی ہیں تو بچے کو مضبوطی سے تھام کر اپنے سینے کے ساتھ لگا کر رکھیے تاکہ وہ ڈرے نہیں، یا پھر زیادہ بہتر ہے کہ آج کل بچوں کو اٹھانے کے لئے جو مخصوص بیلٹ ہوتی ہے اس کا استعمال کیجئے تاکہ آپ بچے کی طرف سے بے فکر ہو جائیں۔ نیز اس حالت میں بچے کو تیز ہوا اور موسم کی سختی سے بچانے کے لئے چادر وغیرہ کا بھی ضرور استعمال کیجئے۔

❖ اگر آپ گاڑی میں سفر کر رہی ہیں تو بچے کا سر شیشے والی سائیڈ کی طرف نہ کیجئے کہ جھٹکوں کے سبب سر شیشے سے ٹکرانے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

❖ کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بھی بچے کو مضبوطی سے تھام کر اسے اور خود کو سیٹ بیلٹ سے باندھ لیجئے تاکہ اچانک بریک لگنے سے آپ دونوں محفوظ رہیں۔

❖ بعض ممالک میں چھوٹے بچوں کے لئے کار میں مخصوص سیٹ ہونا لازمی ہے، لہٰذا اگر آپ کسی ایسی جگہ ہیں تو پھر وہاں کے قانون کی پابندی کرنا بھی آپ پر لازم ہے۔

❖ اس بات کا خاص خیال رکھیے کہ بچہ جس کسی جھولے یا کیریئر یا کار سیٹ وغیرہ پر لیٹا ہو وہ محفوظ اور آرام دہ ہو۔

❖ کوشش کیجئے کہ نومولود بچوں کے ساتھ کسی ناہموار زمین پر سفر نہ کرنا پڑے، لہٰذا اگر کسی بھی وجہ سے ایسے راستے پر سفر کرنا ضروری ہو تو اس دوران بچوں کو جھٹکوں سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کیجئے کیونکہ اس طرح بچے کو چوٹ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

❖ نومولود بچوں کے ساتھ ٹرین میں سفر کرنا یقیناً ایک آزمائش ہے، ایک طرف ٹرین کا شور ان کے کانوں کی سماعت پر اثرانداز ہو رہا ہوتا ہے تو دوسری طرف مسلسل جھٹکے بھی ان کے جسم کو خوب ہچکولے دے رہے ہوتے ہیں جو بسا اوقات نقصان دہ بھی ہو سکتے ہیں، اس لئے ٹرین کی اکانومی کلاس میں بالخصوص سفر کرتے ہوئے ایسے چھوٹے بچوں کا خاص خیال رکھئے اور کوشش کیجئے کہ اتنی چھوٹی عمر کے بچوں کے ساتھ ایسا تکلیف والا سفر نہ ہی کرنا پڑے۔ بچہ بھلے چلتی ہوئی ٹرین کی برتھ پر لیٹا ہو یا ماں کی گود میں، اسے اٹھاتے ہوئے پہلے خود کو سنبھالئے اور پھر بچے کی طرف توجہ دیجئے، کہیں آپ کا توازن بگڑنا بچے کے لئے نقصان دہ ثابت نہ ہو۔

❖ سفر چاہے کتنا ہی آرام والا ہو، نومولود بچوں کے لئے پھر بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے، اس لئے نومولود بچوں کے ساتھ سفر کرنے سے پرہیز ہی بہتر ہے، مجبوری ہو تو پھر خصوصی احتیاطی تدابیر اختیار کیجئے۔

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

رزق کا احترام

ایک بار اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم گھر تشریف لائے اور روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو اسے پونچھ کر کھا لیا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔[1] یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔[2]

اس واقعے سے ہمیں رزق کا احترام کرنے اور اسے ضائع کرنے سے بچنے کا درس ملتا ہے۔ یقیناً ہماری زندگی کا ظاہری سبب اللہ پاک کا عطا کیا ہوا رزق ہے لیکن اس کے باوجود ہم کبھی بے خیالی تو کبھی لاپروائی کے سبب بہت سارزق ضائع کر رہی ہوتی ہیں۔ حالانکہ روزِ قیامت ایک ایک ذرے کا حساب دینا ہوگا، لہٰذا اب تک جتنا رزق ضائع کیا ہے اس سے توبہ کر کے آئندہ بچنے کا عہد کیجئے اور ان باتوں پر عمل کی عادت بنائیے:

☆ کھانا ہمیشہ ناپ کر پکائیے تاکہ بچ کر ضائع نہ ہو۔ ☆ برتنوں میں بچ جانے والے کھانوں اور مشروبات یہاں تک کہ پانی کو بھی پھینکنے کے بجائے استعمال کرنے کی عادت بنائیے، کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے، جیسا کہ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے۔[3] ☆ بلا وجہ کے وہموں سے بچئے کہ کسی مسلمان کا جوٹھا کھانا کھانے سے آپ کو کوئی بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔ حالانکہ مومن کے جُوٹھے میں شفا ہے۔[4] لہٰذا کسی مسلمان کے بچے ہوئے کھانے کو بھی اِسراف سے بچنے اور ذکر کی گئی فضیلت پانے کیلئے کھا لیا کیجئے۔ ☆ کھانے کے دوران ہڈیوں سے بوٹی اور مصالحہ وغیرہ برابر صاف کیجئے۔ ☆ گرم مصالحوں کے ساتھ موجود کھانے کے اجزا بھی مکمل صاف کیجئے۔ ☆ چاول وغیرہ کا ایک ایک دانہ کھا لینے کا معمول بنائیے۔ ☆ کھاتے ہوئے یہ خیال رکھئے کہ کوئی بھی ذرہ گر کر ضائع نہ ہو خصوصاً بریڈ، کیک، پاپے، سموسے وغیرہ کھاتے ہوئے زیادہ احتیاط کیجئے بلکہ کوئی برتن یا ہاتھ نیچے رکھ لیجئے۔ اسی طرح روٹی کو سالن کی پلیٹ پر توڑیئے تاکہ ذرات پلیٹ میں گریں۔ ☆ کھانے کے دوران دستر خوان پر اگر کوئی لقمہ وغیرہ گر جائے تو اٹھا کر پونچھ کر کھا لیجئے کہ مغفرت کی بشارت ہے۔[5] ☆ بریڈ اور روٹی کے کنارے ضائع کرنے سے بچیے۔ البتہ اگر وہ کچے یا پھپھوندی والے ہوں تو الگ کر سکتی ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں: کنارے علیحدہ کر کے روٹی درمیان سے نہ کھائے بلکہ کناروں سمیت کھائے۔ کھانے والے زیادہ ہوں اور روٹی کم ہو تو روٹی کے ٹکڑے کر لئے جائیں تاکہ کھانے میں آسانی رہے۔[6] ☆ گھر میں ہوں یا شادی بیاہ وغیرہ کسی تقریب میں، ہمیشہ اتنا کھانا نکالیے جتنا آسانی سے کھا سکیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے تھوڑا سا نکال کر چکھ لیجئے پھر مزید خواہش ہو تو ضرورت کے مطابق نکال لیجئے۔ ☆ کھانے کے بعد ہمیشہ برتن مکمل طور پر صاف کیجئے بلکہ کچھ پانی ڈال کر دھو کے پی لیجئے ان شاءاللہ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔[7]

☆ بچ جانے والا کھانا کسی ایسے فرد کو دے دیجئے جو اسے کھالے یا ان جانوروں یا پرندوں کو ڈال دیجئے جو وہ کھاتے بھی ہوں۔ ☆ بچوں کی بھی یہ تربیت کیجئے کہ وہ کھانا ضائع نہ کریں۔ اللہ پاک ہمیں روٹی کا احترام اور رزق کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النّبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

(1) ابنِ ماجہ، 4/49، حدیث: 3353 (2) بہار شریعت، حصہ: 15، 5/364 (3) مسلم، ص865، حدیث: 5301 (4) الفتاویٰ الکبری الفقہیہ، 4/117 (5) جامع صغیر، ص88، حدیث: 1426 (6) احیاء العلوم، 2/17 (7) احیاء العلوم، 2/8

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مَدَنی*

1 نماز میں عورت کے ٹخنوں کے پردے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کی حالت میں عورت کے دونوں پاؤں کے ٹخنے مسلسل کھلے رہے تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہو گا؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں دونوں ٹخنے کھلے ہونے کی حالت میں اگر کسی عورت نے نماز پڑھ لی، تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ ہاں اس طرح نماز پڑھنا بے ادبی ضرور ہے اور اگر کسی نامحرم مرد کے سامنے اس طرح نماز پڑھی، تو گناہ گار ہو گی کہ عورت کو نامحرم مرد کے سامنے ٹخنے بھی چھپانے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 6/30)

نماز ہو جانے کے حکم کی تفصیل یہ ہے: نماز میں ستر عورت کے اعتبار سے عورت کے حق میں گھٹنے کے نیچے سے لے کر پوری پنڈلی ٹخنہ سمیت ایک الگ عضو ہے (البحر الرائق، 1/472، فتح اللہ المعین، 1/160) اور دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت دو عضو ہیں (ردالمحتار، 2/101، فتاویٰ رضویہ، 6/41) اور اصول یہ ہے کہ اعضائے ستر میں سے دو عضوؤں کا کچھ کچھ حصہ کھلا ہے، تو جتنا کھلا ہے وہ تمام مل کر ان دونوں عضوؤں میں سے جو چھوٹا عضو ہے اگر اس کی چوتھائی تک پہنچ جاتا ہے، تو نماز نہ ہو گی (فتاویٰ ھندیہ، 1/58) ورنہ نماز ہو جائے گی، (فتاویٰ رضویہ، 6/30)

پوچھی گئی صورت میں دونوں دو عضوؤں (یعنی دونوں پنڈلیوں) کا کچھ کچھ حصہ (یعنی دونوں ٹخنے) کھلے ہوئے ہیں، اگر کھلے ہوئے ان دونوں ٹخنوں کو ملا کر دیکھا جائے، تو یہ ایک پنڈلی بشمول ٹخنہ کی چوتھائی کے برابر نہیں پہنچتے (حلبی کبیر، ص211)، لہٰذا دونوں ٹخنے کھلے ہونے کی حالت میں نماز صحیح ہو جائے گی اگرچہ نیت سے لے کر سلام پھیرنے تک اسی طرح نماز پڑھی ہو۔

ہاں اگر ٹخنوں کے ساتھ ساتھ پنڈلی کا بھی کچھ حصہ کھلا رہ گیا تھا کہ جس کی مقدار چوتھائی پنڈلی کے برابر یا اس سے زائد ہو اور اسی حالت میں نماز شروع کر لی، تو نماز شروع ہی نہیں ہو گی اور دورانِ نماز اس طرح کی کیفیت ہوئی اور اسی حالت میں رکوع، سجود یا کوئی اور رکن ادا کر لیا، تو نماز فاسد ہو جائے گی، ایسی نماز کو دوبارہ پڑھنا بدستور فرض رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، 6/30 ملتقطاً)

واضح رہے کہ مرد و عورت دونوں پر لازم ہے کہ شریعت نے نماز میں جن اعضا کو چھپانے کا حکم دیا ہے، باقاعدہ اہتمام کے ساتھ انہیں اچھی طرح چھپا لیا جائے، تاکہ نماز ادا کرتے ہوئے کسی بھی طرح کی بے ستری نہ ہونے پائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 حائضہ کا بغیر نیت احرام مسجد عائشہ سے گزرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ حالتِ حیض میں حرمِ مکہ سے مسجد عائشہ تک گئی پھر احرام کی نیت کے بغیر ہی دوبارہ حرم میں واپس آگئی کیونکہ اس کا عمرہ کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ تو کیا اس صورت میں ہندہ پر کوئی کفارہ لازم ہو گا؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی نہیں! پوچھی گئی صورت میں ہندہ پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہو گا، کیونکہ مسجد عائشہ حل میں ہے اور حل سے حرم آتے وقت اگر کسی شخص کا عمرہ یا حج کا ارادہ نہ ہو تو وہ بلا احرام بھی حدودِ حرم میں داخل ہو سکتا ہے، (ردالمحتار علی الدر المختار، 3/553-554) اس صورت میں اس پر عمرہ یا حج کرنا لازم نہیں ہو گا۔ (بہار شریعت، 1/1068-1069)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

منگنی
(منگیتر سے تعلقات)

منگنی نکاح نہیں، بلکہ نکاح کا ایک وعدہ ہے جو کچے دھاگے سے بندھا ہوا ایک ایسا عارضی بندھن ہوتا ہے جو کسی بھی وجہ سے ٹوٹ جائے تو اس کا زیادہ نقصان لڑکی کو اٹھانا پڑتا ہے۔ایک طرف اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے تو دوسری طرف اسے معاشرے کے بُرے سلوک کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔یادرکھئے!فی زمانہ منگنی اگرچہ ایک معاشرتی رسم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے، مگر جب تک نکاح نہیں ہو جاتا لڑکا لڑکی منگنی کے بعد بھی ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہی ہیں، چاہے وہ کزن ہی کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا منگنی کے بعد ان کا آپس میں ملاقاتیں کرنا، فون پر باتیں کرنا، ساتھ گھومنا پھرنا وغیرہ سب ناجائز و حرام ہے، مگر افسوس!علمِ دین سے مناسب طور پر آگاہ نہ ہونے اور غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی بعض لوگ منگنی کے بعد سب کچھ حلال سمجھنے لگے ہیں۔ افسوس اس پر نہیں کہ یہ کام لڑکا لڑکی کر رہے ہوتے ہیں، افسوس اس پر ہے کہ ان کے والدین بھی ان حرکتوں کو عیب نہیں سمجھتے، بلکہ ماڈرن بننے کے چکر میں وہ خود جوان لڑکے لڑکیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملنے جلنے اور بات چیت کرنے کی اجازت و ترغیب دلاتے یا مواقع فراہم کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ آزاد خیالی کی اس دوڑ میں آگے نکلنے کا شوق ایسے خاندانوں کو بعد میں جوخون کے آنسو رلاتا ہے، اس کی مثالیں بھی کچھ کم نہیں، مگر افسوس! جن لوگوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہو وہ حقیقت کو سمجھنے کے بجائے الٹا دوسروں کو الزام دیتے دکھائی دیتے ہیں کہ سارا قصور انہی کا ہے، حالانکہ ماضی میں انہی والدین کے والدین یا پھر دادا دادی و نانا نانی کے دور میں اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ لڑکیاں اپنے منگیتر کے ساتھ آزادانہ گھومیں پھریں یا حد سے زیادہ بات چیت کریں۔ موجودہ زمانے میں میڈیا کی آزادی نے نوجوان لڑکے لڑکیوں کے دل و دماغ کو اپنے قبضے میں یوں کرر کھا ہے کہ انہیں بُرائی بُرائی نہیں لگتی، کیونکہ جب ایک ہی چیز مسلسل بنا سنوار کے پیش کی جائے تو وہ آخر معاشرے میں اپنی جگہ بنا ہی لیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں اس طرح ملنے جلنے کو شخصی آزادی سمجھتے ہیں اور اگر کوئی انہیں سمجھائے تو اسے پُرانے زمانے کا فرد سمجھتے ہیں۔

ایسا نہیں کہ سارا قصور لڑکیوں کا ہی ہے، بلکہ انہیں ایسا بنانے اور ایسا کرنے کی اجازت دینے میں بہت بڑا کردار ان کی ماؤں کا بھی ہے، کیونکہ ایسی نادان مائیں یہ سمجھتی ہیں کہ منگنی کے بعد ملاقاتوں سے لڑکے لڑکی کو ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ چنانچہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہیں اور بیٹی کو پوری آزادی دے دیتی ہیں کہ وہ اپنے منگیتر کے ساتھ آزادانہ

گھومے پھرے، پارکوں میں جائے، موبائل پر پوری پوری رات باتیں کرے، تصویریں کھنچوائے وغیرہ وغیرہ۔

پھر منگنی کے بعد دی جانے والی اس آزادی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر لڑکی کی شادی اسی لڑکے سے ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے، مگر شادی سے پہلے لڑکا لڑکی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اتنا کھل جاتے اور ایسے ایسے قول و قرار کر چکے ہوتے ہیں کہ پھر شادی کے بعد ان کے پاس کہنے سننے کیلئے کچھ نہیں بچتا اور بہت جلد وہ ایک دوسرے سے بیزار ہونے لگتے ہیں۔ اس صورتِ حال کا انجام جھگڑوں اور بعض اوقات رشتے کے خاتمے پر ہوتا ہے اور یوں دو ہنستے بستے خاندانوں کے تعلقات ایسے خراب ہوتے ہیں کہ زندگی بھر ایک دوسرے کی شکل دیکھنا اور بات کرنا گوارا نہیں کرتے۔ یہی نہیں بلکہ ماں باپ کی طرف سے ملنے والی ایسی آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بسا اوقات لڑکا لڑکی ہر حد سے گزر جاتے ہیں، منگنی طے ہو جانے کو ہی شادی سمجھ بیٹھتے ہیں، جس کی وجہ سے اکثر شدید آزمائش کا سامنا ہی نہیں کرنا پڑتا، بلکہ بدنامی بھی ہوتی ہے اور لڑکی کو بھی آس پاس رہنے والے اور رشتے دار اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے۔ لہٰذا ماؤں کو چاہیے کہ وہ سمجھ داری سے کام لیں اور اپنی بیٹیوں کو غلط صحیح کی پہچان کرائیں اور یاد رکھیں کہ بعد کے رونے سے پہلے کا رونا اچھا ہے۔

ہر ماں اور نوجوان لڑکی کو اس حوالے سے ان ضروری و بنیادی باتیں یاد رکھنا انتہائی ضروری ہے:

اسلام میں تنگ ذہنی کا کوئی تصور نہیں، بلکہ اس نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو غور و فکر کے ذریعے نئے نئے جہانوں کی سیر اور کھوج کی دعوت دی ہے۔ البتہ! اسلام نے ہمیں زندگی گزارنے کے جو ڈھنگ سکھائے ہیں، ان میں کچھ حد بندیاں ضرور قائم کی ہیں تاکہ جب تک ہم اسلام کی چار دیواری میں رہیں محفوظ رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی عورت اسلام کی قائم کردہ حد سے باہر نکلتی ہے تو اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منگنی کے بعد شریعت نے بالکل اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کوئی بھی لڑکی اپنے منگیتر سے دل لگی یا ہنسی مذاق کی باتیں کرے۔ البتہ! ایک حدیثِ پاک [1] میں اس کی تو اجازت ہے کہ لڑکا جس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے اسے ایک نظر دیکھ سکتا ہے، اسی طرح عورت بھی اُس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے، اگرچہ اندیشہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ [2] یہاں دیکھنے سے مراد چہرہ دیکھنا ہے کہ حسن و قبح چہرے ہی میں ہوتا ہے نہ کہ باقاعدہ عورت کا انٹرویو کرنا، جیسا کہ آج کل کے بے دینوں نے سمجھا۔ [3] خیال رہے کہ اس دیکھنے میں بھی تنہائی نہ ہو کہ اجنبی مرد و عورت میں تنہائی اور خلوت حرام ہے۔ جب اجنبی سے صرف تنہائی اور خلوت حرام ہے تو ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلفی سے ملنا، گھومنا پھرنا، چھونا، ملاقاتیں کرنا، بلا ضرورت فون پر باتیں کرنا، تو حرام در حرام، شیطانی کام اور سراسر گناہ ہے، اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح کسی شرعی عذر کے بغیر نامحرم سے باتیں کرنا بھی جائز نہیں کہ عورت کی سریلی آواز بھی پردہ ہے، اگر ضرورت سے بات کرنا بھی ہو تو حکم یہ ہے: اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (پ22، الاحزاب:32) ترجمہ کنز العرفان: اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے اور تم اچھی بات کہو۔ یعنی اگر بضرورت غیر مرد سے پس پردہ گفتگو کرنی پڑے تو قصد کرو کہ لہجے میں نزاکت نہ آنے پائے اور بات میں لوچ نہ ہو، بات نہایت سادگی سے کی جائے، عفت مآب (پارسا، نیک) خواتین کے لیے یہی (انداز) شایاں ہے۔ [4] جب منگیتر آپس میں باتیں کریں گے تو ان کی گفتگو لچک دار ہوگی، ہنسی مذاق کی بھی نوبت آئے گی، لہٰذا ایسا کرنا جائز نہیں، بلکہ ایک مسلم عورت پر لازم ہے کہ خود کو ہر اس بات سے دور رکھے جو اسے حرام کام پر ابھارے یا اس کے قریب کرے۔ منگیتر سے اکیلے میں ملنا یا گھنٹوں تک گپ شپ کرنا وغیرہ نہ صرف منع ہے بلکہ حرام کام کا باعث اور بدنامی کا سبب بھی ہو سکتا ہے۔ منگیتر سے میل جول کی جائز اور آسان صورت یہی ہے کہ سادگی سے نکاح کر کے رخصتی کر لی جائے، اگر رخصتی ممکن نہ ہو تو نکاح کر لیا جائے جس سے لڑکا لڑکی ایک دوسرے کے لیے محرم بن جائیں گے، ان کی گپ شپ یا ملاقات جائز ہو جائے گی اور وہ گناہ گار بھی نہیں ہوں گے۔

---

(1) ترمذی، 2/346، حدیث: 1089 (2) بہار شریعت، 3/447 (3) مراۃ المناجیح، 5/12 (4) خزائن العرفان، ص 780

بنتِ منصور
نیول کالونی کراچی

رشک

دینِ اسلام نے ہمیں ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کی پاکیزگی کا بھی حکم دیا ہے بلکہ اچھی صفاتِ باطنیہ کی طرف راہنمائی بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ ان اچھی اور پسندیدہ باطنی صفات میں سے ایک رشک (غبطہ) بھی ہے یعنی کسی میں کوئی خوبی یا اس کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ مجھے بھی یہ خوبی یا نعمت مل جائے اور اس سے اس خوبی یا نعمت کے زوال کی خواہش بھی نہ ہو تو یہ غبطہ یعنی رشک ہے۔[1] عربی زبان میں رشک کے لئے غِبْطَہ کے علاوہ رغبت اور منافست کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنٰفِسُوْنَ (پ30، المطففین:26) ترجمہ کنزالعرفان: اور للچانے والوں کو تو اسی پر للچانا چاہئے۔

رشک مومن کی جبکہ حسد منافق کی صفت ہے۔[2] رشک بعض اوقات واجب، کبھی مستحب اور کبھی مباح ہوتا ہے، جو چیزیں واجبات میں سے ہیں، مثلاً ایمان، نماز و زکوٰۃ وغیرہ تو ان میں رشک کرنا بھی واجب ہے اور جن کا تعلق مستحبات سے ہے جیسے نیک کاموں میں مال خرچ کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا تو ان نعمتوں پر رشک کرنا مستحب اور جن نعمتوں سے فائدہ اٹھانا جائز ہو تو ان پر رشک کرنا بھی جائز ہے۔[3]

نیکی اور فضیلت والے کاموں میں رشک کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: دو آدمیوں کے علاوہ کسی پر حسد (یعنی رشک) کرنا جائز نہیں، ایک وہ جسے اللہ پاک نے مال عطا فرمایا اور اُسے صحیح راستے میں خرچ کرنے کی قدرت عطا فرمائی اور ایک وہ جسے اللہ پاک نے علم عطا کیا تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔[4] مگر افسوس! آج کل عورتیں ایک دوسرے پر صرف مہنگے لباس، عالی شان مکانات، بھاری زیورات، مال و دولت، عزت، بینک بیلنس، بے حیائی کے انداز، تنگ و چھوٹے لباس اور Stylish Hand Bags پر رشک کرتی نظر آتی ہیں، اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ جس طرح جائز کاموں میں رشک کرنا جائز ہے ویسے ہی گناہ کے کاموں میں کسی پر رشک کرنا بھی گناہ ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: جسے اللہ نے مال عطا کیا لیکن علم نہ دیا اور وہ اپنا مال اللہ پاک کی نافرمانی میں خرچ کرتا ہے اور جسے علم دیا نہ مال، وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی فلاں کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح اسے گناہ کے کاموں میں خرچ کرتا۔ یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔[5]

یاد رکھئے کہ کسی کے پاس زیادہ مال و دولت ہونے سے یہ مراد نہیں کہ اس پر اللہ پاک کی رحمت ہے، حالانکہ یہ زیادتی اس کیلئے زحمت بھی بن سکتی ہے، لہٰذا اس پر رشک نہ کیجئے کہ ایک حدیثِ پاک میں ہے: کسی بد عمل پر کسی نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد وہ کس چیز سے ملے گا! اس کے لیے اللہ پاک کے پاس تکلیف دینے والی ایسی چیز یعنی جہنم کی آگ ہے جو فنا نہ ہوگی۔[6] لہٰذا مال و اسباب اور گناہوں کے سبب کسی پر رشک کرنے کے بجائے

اپنے بزرگوں کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے دینی معاملات میں ایک دوسرے پر رشک کیجئے کہ جیسا کہ ایک دیہاتی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: اے اعرابی! تیرا جو جی چاہے مانگ لے۔ صحابہ کرام کو اس اعرابی پر رشک ہوا اور انہوں نے اپنے جی میں کہا کہ اب یہ جنت مانگے گا۔[7] نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: مجھے حضور کی ازواجِ مطہرات میں سے کسی پر اتنا رشک نہ آتا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا پر آتا حالانکہ میں نے انہیں کبھی دیکھا نہیں تھا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اکثر ان کا ذکرِ خیر فرماتے تھے۔[8]

رشک کے طریقے: ہمیں چاہیے کہ نیک بندیوں، سخاوت کرنے والیوں، اچھی صفات ک حامل خواتین، شہیدوں اور عالمات پر ان کی نیک صفات کے سبب رشک کریں اور ان صفات کی طلب و آرزو کریں۔ مگر سوال یہ ہے کہ رشک کی صفت اپنے اندر کیسے پیدا کی جائے؟ اس کے لیے ہمیں چاہیے کہ حسد کے عذابات سے خود کو ڈرائیں اور رشک پر ملنے والے اجر و ثواب پر غور کریں کہ نیکی پر رشک کرنے والی کو اس نیکی کرنے والے کے ثواب میں برابر ٹھہرایا گیا ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: ایک شخص کو اللہ پاک نے مال و علم عطا فرمایا اور وہ اس میں اپنے ربّ سے ڈرتا اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا ہے اور اس میں اللہ پاک کے حق کو جانتا ہے، یہ شخص سب سے افضل مرتبے میں ہے اور دوسرے شخص کو اللہ نے علم دیا، مال نہ دیا، مگر یہ شخص سچی نیت کے ساتھ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح عمل کرتا۔ پس یہ اس کی نیت ہے لیکن ان دونوں کا ثواب برابر ہے۔[9]

اسی طرح نیکوں کی صحبت اختیار کریں اور علم و دیگر دینی فضائل جو کسی کو حاصل ہیں ان کے متعلق مطالعہ کریں گی تو خود بخود ہمارے دل میں کسی کی نیکی اور اچھی بات کو دیکھ کر رشک کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ مگر خیال رہے! رشک کی کیفیت حسد سے زیادہ دور نہیں۔ چنانچہ ہمیں رشک اور حسد میں فرق معلوم ہونا چاہئے، کیونکہ حسد میں دوسرے جیسی نعمت کی خواہش کے ساتھ اس سے نعمت چھن جانے کی آرزو بھی ہوتی ہے، لہٰذا غور کرنا چاہیے کہ صرف نعمت کی طلب ہے یا پھر نعمت چھن جانے کی خواہش بھی ہے! اگر صرف طلبِ نعمت ہے تو اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے حسد سے بچایا اور اگر نعمت چھن جانے کی خواہش بھی ہے تو حسد کو رشک سے بدلنے کی کوشش کیجئے۔

حسد کو رشک میں کیسے بدلا جائے؟ اس گناہ سے جلد نجات پانے کی کوشش کیجئے۔ مثلاً غور کیجئے کہ اس سے کیا دنیاوی و اخروی فوائد و نقصان ہو رہے ہیں! اگر غور کریں گی تو جان لیں گی کہ حسد دنیا و آخرت میں کس قدر بربادی کا سبب ہے کیونکہ یہ اپنی نیکیوں کو ختم کرنے، گناہوں کو بڑھانے، اللہ پاک کے غضب کو دعوت دینے، جہنم کو اپنا ٹھکانا بنالینے، دنیا میں جی جلانے اور اپنی خوشی سے بھی منہ پھیر لینے کا سبب ہے۔

الغرض حسد سے صرف نقصان ہی نقصان ہے۔ نیز یہ بھی سوچئے کہ یہ نعمت تو اللہ پاک نے اس کو عطا فرمائی ہے اور میں اس پر ناخوش ہو رہی ہوں اور اس کی نعمت چھن جانے کی تمنا کرتی ہوں تو یہ گویا اللہ پاک پر اعتراض کرنا ہوا جو کہ اپنی دنیاوی و اخروی بربادی کا سبب ہے۔ نیز اپنے دل کو اس بات پر جمائیے کہ ربِّ کریم تو علیم و حکیم ہے، اس نے ہر کسی کو وہ چیز عطا کی جس کی وہ اہل تھی، ہر کسی کو اس کی قابلیت و اہلیت کے مطابق ہی عطا فرمایا ہے، یقیناً میرے لیے بھی اسی میں بہتری ہو گی! اور یوں دعا کرے کہ اللہ پاک اس کو مزید برکت عطا فرما اور مجھے بھی اس جیسی نعمت عطا فرما۔

ان شاء اللہ اس طریقے پر عمل کرنے سے حسد کی کیفیت رشک میں بدل جائے گی۔ اللہ پاک ہمیں نیکوں پر رشک کرنا نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بہار شریعت، 3/541، حصہ:16 (2) تفسیر قرطبی، 10/190 (3) احیاء العلوم، 3/586 (4) بخاری، 1/43، حدیث:73 (5) ترمذی، 4/145، حدیث:2332 بتغیر (6) شرح السنۃ، 7/324 (7) فتاویٰ رضویہ، 30/598 (8) فیضان ریاض الصالحین، 4/54، حدیث:344 (9) ترمذی، 4/145، حدیث:2332

حسد

بنتِ منیر حُسین (دورہ حدیث: جامعۃُ المدینہ گرلز گلبہار سیالکوٹ)

جس طرح نیکیاں ظاہری بھی ہوتی ہیں جیسے نماز اور باطنی بھی جیسے اخلاص اسی طرح گناہوں کا بھی معاملہ ہے۔ ظاہری گناہوں کی نسبت باطنی گناہ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: ظاہری اعمال کا باطنی اوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حسد، ریا اور تکبر وغیرہ عیوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی درست ہوتے ہیں۔[1] حسد بھی ایک باطنی گناہ ہے جس کے بارے میں علم ہونا فرض ہے۔ اس کے متعلق چند بنیادی اور مفید باتیں توجہ سے آپ بھی پڑھئے:

حسد کی تعریف: کسی کی دینی یا دنیوی نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں کو یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام حسد ہے۔[2] حسد کا لفظ حَسَدَل سے بنا ہے جس کا معنی چچڑی (جوں کے مشابہ کیڑا) ہے، جس طرح چچڑی انسان کے جسم سے لپٹ کر اس کا خون پیتی رہتی ہے اسی طرح حسد بھی انسان کے دل سے لپٹ کر گویا انسان کا خون چوستا رہتا ہے اس لئے اسے حسد کہتے ہیں۔[3]

حسد و غبطہ میں فرق: غِبطہ کا مطلب ہے رشک کرنا۔ بہارِ شریعت میں ہے: یہ آرزو کرنا کہ فلاں کے پاس جو نعمت ہے اس کی مثل مجھے بھی ملے یہ غبطہ ہے۔[4] غبطہ جائز ہے جبکہ حسد بُری عادت ہے۔ مکتبۃ المدینہ کی کتاب **باطنی بیماریوں کی معلومات** میں ہے: اگر اپنے اختیار و ارادے سے دل میں حسد کا خیال آئے اور یہ اس پر عمل بھی کرتا ہے یا بعض اعضا سے اس کا اظہار کرتا ہے تو یہ حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔[5] حسد کی مذمت نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ اس متعلق 5 فرامینِ مصطفےٰ پڑھئے:

❶ اللہ پاک کی نعمتوں کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔ عرض کی گئی: وہ کون ہیں؟ تو فرمایا: وہ جو لوگوں سے اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے ان کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔[6] حسد کرنے والا گویا اللہ پاک پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں آدمی اس نعمت کے قابل نہیں تھا اس کو یہ نعمت کیوں دی ہے!؟[7] ❷ تم میں پچھلی اُمّتوں کی بیماری حسد اور بغض سرائیت کر گئی۔ یہ مونڈ دینے والی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ بال مونڈتی ہے لیکن یہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔[8] اس طرح کہ دین و ایمان کو جڑ سے ختم کر دیتی ہے کبھی انسان بغض و حسد میں اسلام ہی چھوڑ دیتا ہے، شیطان بھی انہی دو بیماریوں کا مارا ہوا ہے۔[9] ❸ حسد ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔[10] ایلوا سخت کڑوا ہوتا ہے اگر شہد میں ملایا جائے تو تیز مٹھاس اور تیز کڑواہٹ مل کر ایسا بدترین مزہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا چکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔[11] ❹ حسد سے بچو! وہ نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔[12] حاسد حسد کی وجہ سے ایسے ایسے گناہ کر بیٹھتا ہے جو اس کی نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو۔[13] ❺ آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغض و عداوت نہ رکھو، پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی بُرائی بیان نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو کر رہو۔[14] یعنی حسد، بغض وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن سے محبت ٹوٹتی ہے اور اسلامی بھائی چارہ محبت چاہتا ہے،

لہٰذا یہ عیوب چھوڑو تاکہ بھائی بھائی بن جاؤ۔[15]

حسد کا علاج: حسد کے بے شمار نقصانات ہیں۔ لہٰذا اگر کسی سے حسد ہو جائے تو یہ تدابیر اختیار کیجئے: ☆توبہ کیجئے ☆دعا کیجئے ☆رضائے الٰہی پر راضی رہئے ☆اپنی موت کو یاد کیجئے ☆لوگوں کی نعمتوں پر نظر نہ رکھئے ☆حسد کی تباہ کاریوں اور بچنے کے فضائل پر نظر کیجئے ☆روحانی علاج بھی کیجئے ☆نیک اعمال پر عمل کیجئے۔ اللہ کریم ہمیں تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بنتِ سجاد حُسین (جامعۃُ المدینہ گرلز گلبہار سیالکوٹ)

کسی کی دینی یا دنیاوی نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرنا یا یہ چاہنا کہ فلاں کو یہ نعمت نہ ملے، حسد ہے۔[16] حسد بہت ہی خبیث عادت، نہایت ہی بُری بلا اور گناہِ عظیم ہے۔ حسد کرنے والے کی ساری زندگی جلن اور گھٹن کی آگ میں گزرتی ہے اور اسے کسی پل چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔ حسد اس لیے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ پاک پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں آدمی اس نعمت کے قابل نہیں تھا اس کو یہ نعمت کیوں دی ہے! اب آپ خود ہی سوچ لیجیے کہ اللہ پاک پر اعتراض کرنا کتنا بڑا گناہ ہو گا! اسی لیے اللہ پاک نے کسی کو عطا کی گئی نعمت کی تمنا کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (پ5، النساء:32) ترجمہ کنزالعرفان: اور تم اس چیز کی تمنا نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

احادیث کی روشنی میں حسد کی مذمت

❶ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔[17] ❷ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو بگاڑ تا ہے۔[18] ❸ ایک دوسرے سے حسد کرو نہ ایک دوسرے سے بُغض رکھو۔[19] ❹ حسد کرنے اور چغلی کھانے والے سے میرا اور ان لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔[20]

حسد کی مثالیں: ☆اچھی آواز والے نعت خوان کے بارے میں یہ خواہش کرنا کہ اس کی آواز خراب ہو جائے۔ ☆ایک شخص دینی یا دنیوی اعتبار سے کسی منصب پر فائز ہے اس کے بارے میں تمنا کرنا کہ یہ مقام و مرتبہ اس سے چھن جائے۔[21]

حسد کا حکم: حسد حرام ہے۔[22] اگر غیر اختیاری طور پر دل میں کسی کے بارے میں حسد آیا اور یہ اس کو بُرا جانتا ہے تو اس پر گناہ نہیں۔ (جب تک کہ اعضا سے اس کا اثر ظاہر نہ ہو)

حسد کا علاج: ☆زیادہ طلبی کی حرص ختم کیجیے اور جو ملا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے قناعت اختیار کیجیے۔ ☆دوسروں کی نعمتوں کے متعلق سوچنا چھوڑ دیجئے کیونکہ اپنے سے زیادہ نعمتوں والے کے متعلق سوچنے سے اکثر احساسِ کمتری پیدا ہوتی ہے جس سے حسد جنم لیتا ہے۔ ☆حسد کے نتائج پر غور کیجیے کہ حسد کرنے والی سکون میں نہیں رہتی، دوسروں سے نعمت چھن جانے کی خواہش اسے ہمیشہ بے سکون رکھتی ہے اور یہ خود کو جہنم کے دردناک عذاب کی حق دار بناتی ہے۔ ☆خود آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ کی عادت اپنائیے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے دل سے بغض و کینہ دور ہو گا۔ ☆موت کو بہت یاد کیجئے۔ روایت میں ہے کہ جو موت کو کثرت سے یاد کرے اس کے حسد اور خوشی میں کمی آجائے گی۔[23] اللہ پاک ہمیں حسد سے محفوظ رکھے۔ اٰمین

---

❶ منہاج العابدین، ص13 ملخصاً ❷ حدیقہ ندیہ، 1/600 ❸ لسان العرب، ص868 ❹ بہار شریعت، حصہ:16، 3/542 ملخصاً ❺ حدیقہ ندیہ، 1/601 ❻ تفسیر غرائب القرآن، 1/363 ❼ جنتی زیور، ص109 ❽ ترمذی، 4/228، حدیث: 2518 ❾ مراٰۃ المناجیح، 6/615 ❿ جامع صغیر، ص232، حدیث:3819 ⓫ مراٰۃ المناجیح، 6/665 ملخصاً ⓬ ابو داود، 4/360، حدیث:4903 ⓭ مرقاۃ المفاتیح، 8/772، تحت الحدیث:5039 ملخصاً ⓮ بخاری، 4/117، حدیث:6066 ⓯ مراٰۃ المناجیح، 6/608 ⓰ حدیقہ ندیہ، 1/600 ⓱ ابو داود، 4/360، حدیث:4903 ⓲ جامع صغیر، ص232، حدیث:3819 ⓳ مسلم، ص1064، حدیث:6538 ⓴ کنزالعمال، جزء:3، 2/186، حدیث:7442 ㉑ گناہوں کے عذابات، 1/30 ㉒ فتاویٰ رضویہ، 13/648 ㉓ احیاء العلوم، 3/233

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے چودھویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 3 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
قرآن کسے ہدایت دیتا ہے؟	0	حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اندازِ اصلاح	2	بدشگونی کی مذمت	1

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: گجرات: کنگ سہالی: بنتِ خالد محمود مدنیہ۔ بہاولپور: یزمان: بنتِ محمد افضل مدنیہ۔ کوٹری: چمنِ عطار: بنتِ ریاض۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اندازِ اصلاح

بنتِ محمد افضل مدنیہ (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز یزمان ضلع بہاولپور)

غلطی ہونا انسان کی فطرت ہے۔ انسان غلطیوں اور خطاؤں کا مجموعہ ہے۔ اسلام ہی فطری دین ہے جس میں ہر کام کے اُصول اور آداب سکھائے گئے ہیں بلکہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آمد کا بنیادی مقصد ہی انسانوں کی اصلاح کرنا تھا، لہٰذا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرتِ مبارک سے ہمیں اس بارے میں مکمل راہ نمائی ملتی ہے کہ اگر کوئی غلطی کر بیٹھے تو اس کی اصلاح کیسے کی جائے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا تو صحابہ کرام نے اسے روکنے کی کوشش کی، مگر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اسے نہ روکو! چھوڑ دو! لوگوں نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس نے پیشاب کرلیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا: یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لیے نہیں۔[1] اس حدیثِ پاک کے تحت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پیشاب بیچ میں روکنے سے سخت بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فنِّ طِب سے پورے واقف ہیں اور اُمّت پر بہت رحیم و کریم۔ فرمایا: مسجد دُھل جائے گی لیکن اگر یہ بیمار ہو گیا تو اس کو اور ہم کو سخت دشواری ہو گی۔ اس میں مبلغین کو طریقۂ تبلیغ کی تعلیم ہے کہ تبلیغ اخلاق اور نرمی سے ہونی چاہیے۔[2] معلوم ہوا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اندازِ اصلاح نہایت دلکش اور اثر کرنے والا تھا۔ آپ مخاطَب کی نفسیات کے مطابق اصلاح فرماتے اور کبھی بھی سختی سے کام نہ لیتے، بلکہ ہمیشہ شفقت، نرمی اور پیار و محبت سے ہی سمجھاتے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے (دس سال تک) ہر وقت، ہر جگہ حضور کی خدمت کی سعادت حاصل کی، لیکن جو کام میں نے کیا اس کے بارے میں حضور نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور جو کام

میں نے نہ کیا اس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا؟[3] لہٰذا ہمیں بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کی اصلاح کرنے میں نرمی، نرمی اور نرمی ہی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ سختی سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے، بلکہ ڈانٹ کر اور غصے میں سمجھانے سے ضد اور ہٹ دھرمی پیدا ہوتی ہے جو اصلاح کے بجائے مزید بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔

غلطی کرنے والی کے مقام و مرتبہ، موقع کی مناسبت اور نفسیات کے مطابق اچھے انداز میں اصلاح کی جائے۔ اسے بار بار ٹوکا بھی نہ جائے۔ سب کے سامنے کسی مخصوص فرد کی غلطی کا تذکرہ کر کے شرمندہ نہ کیا جائے بلکہ مناسب موقع پر علیحدگی میں غلطی کی نشاندہی کر کے اس کی توجہ دلائی جائے۔ اس فتنوں بھرے دور میں جہاں غلطیاں اور گناہ کرنا بہت آسان اور نیکیاں کرنا نفس پر دشوار ہو چکا ہے سنتوں کے عامل، پیر کامل، امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں یہ مقصدِ زندگی عطا فرمایا ہے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" ان شاء اللہ۔ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی سیرت میں اس مقصد کی حقیقت نظر آتی ہے کہ آپ اتنے اچھے انداز میں نیکی کی دعوت اور خوبصورت طریقے سے غلطیاں کرنے والوں کی اصلاح فرماتے ہیں کہ وہ گناہوں کو چھوڑ کر نیکیوں کا رستہ اختیار کر لیتے بلکہ دوسروں کی اصلاح کرنے والے بن جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے اندازِ اصلاح کو اپنانا چاہیے۔ اس کے لیے ہفتہ وار مدنی مذاکرہ دیکھنے کی سعادت حاصل کرنے کے علاوہ نیکی کی دعوت کے مزید آداب اور احکام سیکھنے کے لیے امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "فیضانِ سنت جلد 2" کا باب **نیکی کی دعوت** کا مطالعہ کیا جائے۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بدشگونی کے خاتمے میں خواتین کا کردار

بنتِ خالد محمود مدنیہ (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز کنگ سہالی، گجرات)

شگون کی دو قسمیں ہیں: اچھا شگون اور بُرا شگون۔ حضرت امام محمد آفندی رومی لکھتے ہیں: بدشگونی لینا حرام اور نیک فال لینا مستحب ہے۔[4] نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: جس نے بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں۔[5]

بدشگونی کیا ہے؟ بدشگونی سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز، شخص، عمل یا آواز یا وقت کو اپنے حق میں بُرا سمجھنا۔

خواتین میں بدشگونی کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ☆ کنواری لڑکی میت کو غسل دے یا اعتکاف میں بیٹھے تو اس پر آسیب و جنات کا اثر ہو جائے گا ☆ شوال میں شادی کو منحوس تصور کرتی ہیں، ☆ بلی راستہ کاٹ جائے تو اسے بھی منحوس جانتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یاد رکھئے! کسی شخص، جگہ، چیز یا وقت کو منحوس جاننے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں یہ صرف وہمی خیالات ہوتے ہیں۔ نیک فال لینا مستحب جبکہ بدشگونی لینا شیطانی کام ہے۔[6]

بدشگونی پر گناہ اس وقت ہو گا جب اس کے تقاضے پر عمل کر لیا اور اگر اس خیال کو کوئی اہمیت نہ دی تو کوئی الزام نہیں۔ بدشگونی ایک عالمی بیماری بن چکی ہے۔ مختلف ممالک میں رہنے والے لوگ مختلف چیزوں سے بدشگونیاں لیتے ہیں۔ بدشگونی لینا مسلمان کے لئے مناسب نہیں، کیونکہ یہ غیر مسلموں کا پُرانا طریقہ ہے۔ بدشگونی سے ایمان بھی ضائع ہو سکتا ہے، نیز بدشگونی انسان کے لیے دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے بے حد خطرناک ہے۔[7]

ہماری آج کل کی خواتین اپنے خاندان کی بزرگ خواتین یعنی دادیوں نانیوں کے طریقے پر ہی چلتی آ رہی ہیں، یعنی ان سے جو سنتی رہیں اسی کے مطابق عمل کرتیں اور بلا تحقیق آگے

پہنچا دیتی ہیں، حالانکہ انہیں غور کرنا چاہئے کہ دینِ اسلام اس بارے میں ہماری کیا شرعی راہ نمائی کرتا ہے اور ہم اس بُرائی کے خاتمے میں کیا کردار ادا کر سکتی ہیں! چنانچہ اس کے لیے ہمیں اپنی صحبت کا جائزہ لینا ہو گا کہ ہمارا اٹھنا بیٹھنا کن خواتین کے ساتھ ہے! ان کا عقیدہ کیا ہے! عموماً خواتین علمِ دین سے دوری اور سوشل میڈیا کی بدولت بدشگونی کی آفت میں مبتلا ہو جاتی ہیں، لہٰذا ایسی خواتین کو چاہئے کہ وہ سوشل میڈیا کے غیر ضروری استعمال سے دور ہی رہیں اور مختلف چیزوں سے بدشگونی لے کر اپنی زندگی کو بے سکونی کی نذر نہ کریں۔ اپنے آپ کو دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت، ہفتہ وار رسالے کے مطالعہ اور دینی کاموں میں مشغول رکھیں۔ بدشگونی کے بھیانک نتائج کا مطالعہ کریں مثلاً اس کی نحوست کے سبب اللہ پاک پر اعتماد اور بھروسا کمزور پڑ جاتا ہے اور معاذَ اللہ اللہ پاک کے بارے میں بدگمانی پیدا ہونے لگتی ہے وغیرہ وغیرہ۔[8] بدشگونی کا مرض ہو جائے تو فوراً اس کا علاج کریں۔ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "بدشگونی" کا مطالعہ فرمائیں۔ خواتین اپنے محارم کو بدشگونی سے بچانے کے لیے مدنی قافلوں میں سفر کروائیں، ان شاء اللہ بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔

---

(1) مسلم، ص133، حدیث:661 (2) مراۃ المناجیح، 1/326 (3) بخاری، 2/243، حدیث:2768 (4) حدیقہ ندیہ، 3/175-189 (5) معجم کبیر، 18/162، حدیث: 355 (6) بدشگونی، ص120 (7) بدشگونی، ص120 (8) بدشگونی، ص20

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 42 ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 90 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
صفاتِ اسماعیل	20	پیرو مرشد کے 5 حقوق	24	حسد کی مذمت	46

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: اسلام آباد: آئی ٹین: بنت عبد الرزاق، بنت عمر۔ اوکاڑہ: صابری کالونی: بنت محمد ساجد۔ بستی ملوک: اخت حامد رضا۔ بہاولپور: یزمان: بنت عبد الحمید۔ فیصل آباد: جھمرہ سٹی: بنت محمد انور۔ سمندری: بنت امیر حمزہ، بنت عبد الرشید، بنت محمد اشرف۔ پنجاب کلب: بنت آصف، بنت عاشق حسین، بنت ندیم، بنت اطہر شہزاد۔ حیدر آباد: بنت حبیب اللہ، بنت جاوید۔ راولپنڈی: صدر: بنت محمد شفیق، بنت مدثر، بنت وسیم۔ ٹیکسلا: بنت عارف محمود۔ واہ کینٹ: بنت وسیم، بنت سلیم، بنت محمد سلطان۔ گوجر خان: بنت راجہ واجد حسین۔ سیالکوٹ: بن باجوہ: بنت ریاست علی باجوہ، بنت یوسف مغل۔ پاکپورہ: بنت یوسف قمر۔ ستراہ: بنت اعجاز۔ شفیع کا بھٹہ: بنت اصغر مغل۔ گلبہار: بنت صغیر، ام فرح، بنت ارشد علی، بنت اشفاق، بنت اصغر علی، بنت آصف، بنت بشیر، بنت رمضان، بنت سجاد حسین، بنت سعید احمد، بنت سلیم، بنت شبیر حسین، بنت شمس دین، بنت طارق محمود، بنت عنصر، بنت غلام حیدر (ثالثہ)، بنت غلام حیدر (خامسہ)، بنت لطیف، بنت لیاقت علی، بنت محمد اشرف، بنت محمد رشید، بنت محمد شہباز، بنت منور حسین، بنت منیر (ثالثہ)، بنت منیر حسین (دورۂ حدیث)، بنت ناصر، جبین زہرہ، بنت شہباز۔ شیخوپورہ: بنت حامد لیئق۔ کراچی: گلستانِ جوہر: بنت نذر۔ نارتھ کراچی: بنت ندیم، بنت یوسف۔ اورنگی ٹاؤن: ہمشیرہ رئیس احمد۔ ڈالمیا: بنت صغیر۔ ملیر: بنت حفیظ احمد، بنت اعظم خان، بنت محمد اشرف۔ گلشنِ معمار: بنت اکرم۔ کوٹ ادو: سنانواں: بنت مشتاق احمد۔ گجرات: کنگ سہالی: بنت غلام لیئق، بنت محمد عارف۔ نوشہرہ روڈ: بنت عاشق حسین بٹ، بنت وقاص، بنت لال دین۔ لاہور: تاجپورہ: بنت مبشر حسین، بنت شاہد حمید۔ ناظم آباد: بنت فاروق۔ والٹن: بنت اسلم، بنت اللہ دتہ، بنت صابر حسین، بنت طاہر محمود، بنت عبد الحمید، بنت محمد رفیق۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صفات

بنتِ وسیم عطاریہ (فیضانِ فاطمۃ الزہرا، راولپنڈی کینٹ)

حضرت اسماعیل بہت سارے اوصاف و کمالات کے مالک تھے، آپ حضرت ابراہیم کے شہزادے تھے، آپ کے چند اوصاف یہ ہیں:

(1، 2) وعدے کے سچے اور غیب کی خبریں دینے والے: اللہ

پاک ارشاد فرماتا ہے: وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۚ (پ16، مریم:54) ترجمہ کنز العرفان: اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بیشک وہ وعدے کا سچا تھا اور غیب کی خبریں دینے والا رسول تھا۔ یاد رہے! انبیائے کرام تمام ہی وعدے کے سچے ہوتے ہیں مگر آپ علیہ السلام کا خصوصی طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ان سب میں ممتاز تھے مثلاً اپنے والدِ ماجد سے وعدہ کیا کہ آپ مجھے حکمِ خدا پر ذبح کر دیجئے، مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور آپ نے صبر کر کے دکھایا۔[1]

(3) مخلوق میں بہترین: آپ علیہ السلام مخلوق میں ایک بہترین فرد تھے۔ ارشادِ ربانی ہے: وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ؕ (پ23، ص:48) ترجمہ کنز العرفان: اور اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو یاد کرو اور سب بہترین لوگ ہیں۔[2]

(4) محبوب الی اللہ: آپ اپنی صفاتِ عالیہ کی بنا پر اللہ کے پسندیدہ بندے تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (پ16، مریم:55) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ اپنے رب کے ہاں بڑا پسندیدہ بندہ تھا۔ (5) صابرین کے اعلیٰ گروہ میں سے تھے: فرمانِ الٰہی ہے: وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ (پ17، الانبیاء:85) ترجمہ کنز العرفان: اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو (یاد کرو) وہ سب صبر کرنے والے تھے۔ آپ کے صبر کے نمایاں واقعات میں بے آب و دانہ سرزمینِ مکہ میں ٹھہرنا اور خود کو قربانی کیلئے پیش کر دینا ہے۔[3] اللہ پاک ہمیں صفاتِ انبیا کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

پیرو مرشد کے حقوق

بنتِ سلطان (خوشبوئے عطار گلشن کالونی، واہ کینٹ)

اللہ پاک نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا، چنانچہ فرمایا: وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ27، الذریت:56) ترجمہ کنز العرفان: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔ ایک مسلمان کا حقیقی مقصد اللہ پاک کی رضا حاصل کرنا ہے۔ انبیا و مرسلین علیہم السلام انسانوں اور ربِّ کریم کے درمیان وسیلہ و واسطہ ہیں۔ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، لہٰذا پیر و مرشد ہمارا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے جوڑتے ہیں اور ہم اپنے آقا کے وسیلے سے اللہ پاک کا قُرب حاصل کر سکتی ہیں۔ ایسی بزرگ ہستی جو ہمیں حضور کے قدموں میں ڈال دے وہ کوئی عام شخصیت نہیں ہو سکتی بلکہ بہت خاص ہے۔ لہٰذا ان کی بارگاہ کے آداب ضرور سیکھنے چاہئیں:

(1) ادب و احترام: پیر حضرات مریدوں کے روحانی باپ اور رُتبے میں ان کے سگے والدین سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ لہٰذا مریدوں پر لازم ہے کہ اپنے پیر و مرشد کا ادب کریں اور ان کی بارگاہ میں معمولی سی بھی گستاخی کرنے سے بچیں کہ کہیں ذلیل و رُسوا نہ ہو جائیں۔ (2) آواز پست رکھنا: مرشدِ کامل کے سامنے ایسا رہے جیسا مُردہ زندہ لوگوں کے قابو میں ہوتا ہے۔ ان کے سامنے بلا ضرورت بولے نہ سر اٹھائے اور نہ کسی اور کو دیکھے۔ (3) احکام پر عمل: پیر و مرشد کے معمولات و احکام کو اپنی ناقص عقل کے ترازو میں نہ تولے، جیسا وہ فرمائیں ویسا ہی کئے جائے کہ اسی میں بھلائی ہے، کیونکہ وہ حکمتوں کو جانتے ہیں ہم نہیں۔ (4) غیر موجودگی میں لحاظ رکھنا: مُرشد کی بارگاہ میں حاضر ہو یا کہیں اور، ہر جگہ اس بات کا لحاظ رکھے کہ ان کی بُرائی کرے نہ کبھی ناپسندیدگی ظاہر کرے، بلکہ دل میں بھی اپنے مرشد کے لئے بُرا پہلو نہ لے کر آئے کہ یہ چیزیں اسے مرشد کی برکتوں سے محروم کر دیں گی۔ (5) مرشد سے منسوب تبرکات کی تعظیم کرنا: مُرشِد سے منسوب ہر چیز چاہے ان کی اولاد ہو یا ان کی استعمال کی چیزیں ہر ایک کی اپنی جان سے بڑھ کر تعظیم کرے، ہر گز ہر گز ان کے تبرکات کی بے ادبی نہ کرے۔ اگر آپ کامل مرشد کی تلاش میں ہیں تو دورِ حاضر کی عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو کر قادری سلسلے میں داخل ہو جائیے۔ اللہ کریم محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صدقے میرے مرشد کو شاد و آباد رکھے۔ اٰمین بجاہِ النّبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

1 اس مضمون کے تینوں حوالے سیرت الانبیاء، ص347 سے ہیں۔

مرحومہ روبی باجی

(تیسری و آخری قسط)

عطاریہ مدنیہ
بنتِ مبشر عطاریہ مدنیہ
لاہور

پچھلی قسط میں مرحومہ روبی باجی کی اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ اور دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں سے محبت کا تذکرہ ہوا۔ آئیے! اب ان کے متعلق مزید جانتی ہیں:

دعوتِ اسلامی کا بنیادی مقصد چونکہ تنظیم سے وابستہ تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو فرائض پر عمل کے ساتھ ساتھ سنتوں پر عمل کا عادی بنانا بھی ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے اگر روبی باجی کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں فرائض سے کبھی آنکھیں چرائیں نہ سنتوں پر عمل سے کبھی سستی کا مظاہرہ کیا۔ بلکہ آپ کا شمار ان لوگوں میں کیا جاسکتا ہے کہ جو اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے وغیرہ ہر ہر کام میں اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سُنّتوں کا خیال رکھتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتی تھیں: دنیا میں جب ایک انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ اپنے محبوب کی اداؤں کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور ہر اس کام سے بچتا ہے جس میں محبوب کی ناراضی ہو۔ چونکہ ہمیں بھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے بے انتہا محبت ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ پیارے آقا کی ہر ہر سنت پر عمل کریں تاکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت اور سنت پر عمل کی برکت سے بروزِ قیامت ہمارا حشر بھی پیارے آقا کے ساتھ ہو اور ہم گناہ گاروں کا بھی بیڑا پار ہوجائے۔

سنتوں پر عمل کی چند مثالیں

”سنت میں عظمت ہے“ مرحومہ روبی باجی کا اس جملے پر ایسا پکا یقین تھا کہ آپ خود بھی سنتوں پر عمل کیا کرتیں اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کی ترغیب دلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتیں۔ ایسی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

☆ کھانے پینے میں سنتوں اور آداب کا خاص خیال رکھتیں اور کھانے میں ہمیشہ سادگی کو ترجیح دیتیں۔ ☆ کھانے کے لیے مٹی کے برتن استعمال فرماتی تھیں۔ اگر کسی اور برتن میں کھانا پیش کر دیا جاتا تو خصوصی طور پر مٹی کے برتن منگوا کر ان میں کھانا کھاتیں۔ ☆ نیز چٹائی پر سونے والی سنت پر عمل کی بھی بھرپور کوشش فرماتیں۔

خود بھی سنتوں پر عمل کرتی تھیں اور اپنی اولاد کی بھی ایسی ہی تربیت فرمایا کرتی تھیں۔ مثلاً

☆ جب کبھی اپنی بیٹی سے سر میں تیل لگواتیں تو پہلے سے ہی آگاہ کر دیتیں کہ بسم اللہ پڑھ کر سیدھی جانب سے لگائیں کیونکہ سیدھی جانب سے لگانا سنت ہے۔ ☆ گھر میں یا باہر بھی اگر کسی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھتیں تو فوراً نرمی سے اصلاح فرماتیں اور سیدھے ہاتھ سے بیٹھ کر تین سانس میں پینے کا ذہن دیتیں۔ ☆ ایک مرتبہ ان کی چھوٹی بیٹی نے طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ایک گھونٹ پانی پی کر رکھ دیا تو آپ نے فرمایا: تین سانس

میں پانی پیجیے، ان شاءَ اللہ سنت کی برکت سے شفا ملے گی۔
جو لوگ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتوں پر عمل کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنا لیتے ہیں ان پر ربِّ کریم کی رحمتیں چھما چھم برستی ہیں۔ ربِّ کریم اور پیارے آقا کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے جس کی برکت سے دونوں جہاں میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ البتہ! سنتوں پر عمل کے ساتھ ساتھ فرائض بالخصوص نماز روزے پر عمل بھی زندگی کا حصہ ہونا چاہئے۔ الحمد للہ اس اعتبار سے بھی مرحومہ روبی باجی کی زندگی ہمارے لئے ایک مثال ہے، چنانچہ

مرحومہ روبی باجی کی نماز روزے سے محبت

مرحومہ روبی باجی کو بچپن سے ہی نماز سے محبت تھی۔ چنانچہ بیماری ہو یا صحت، سفر ہو یا گھر ہر جگہ نماز کو اپنے وقت پر ادا فرماتی تھیں۔ بلکہ سفر کرنے اور گھر سے کسی کام کے لئے نکلنے کے لیے بھی ایسا وقت مقرر کرتیں جس میں نماز قضا نہ ہو یا نماز کے حوالے سے آزمائش نہ ہو۔ بلکہ ایک بار خواتین کے ہفتہ وار اجتماع کے بعد نماز کا آخری وقت شروع ہونے والا تھا اور دستر خوان بھی لگا دیا گیا تھا، اگر کھانا شروع ہو جاتا تو اس کے بعد نماز کا وقت ختم ہو جاتا، چنانچہ مرحومہ روبی باجی کو اپنی اور شرکائے اجتماع کی نماز قضا ہونے کی فکر ہوئی تو آپ نے سب کو متوجہ کر کے مختصراً نماز کی اہمیت بتائی۔ الحمد للہ آپ کی نیکی کی دعوت کی برکت سے تمام اسلامی بہنوں نے فوراً نماز ادا کی اور اس کے بعد ہی کھانا کھایا۔ آپ کی نماز سے محبت کا یہ عالم تھا کہ کبھی آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا گیا۔ نمازِ تراویح اور رات کی نماز وغیرہ بھی کھڑے ہو کر ہی ادا فرماتی تھیں۔ یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھتیں۔ آپ کو سورۂ یٰسٓ، سورۂ ملک، سورۂ رحمٰن اور تیسویں پارے کی آخری سورتیں زبانی یاد تھیں، لہٰذا عشا کی نماز میں سورۂ یٰسٓ شریف کی تلاوت فرماتیں۔ زندگی کے آخری دنوں میں نیم بے ہوشی کی حالت میں بھی آپ کو اشاروں سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا۔
فرض نمازیں ایک طرف، آپ اشراق و چاشت وغیرہ کا بھی خوب اہتمام فرمایا کرتیں۔ چنانچہ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد نمازِ اشراق کا وقت شروع ہونے تک قرآنِ پاک کی تلاوت کرتی رہتیں اور پھر اشراق کے نوافل ادا کرکے تھوڑی دیر کے لئے آرام کرتیں، اسی طرح جامعۃ المدینہ گرلز میں یہ معمول تھا کہ تقریباً چاشت کے وقت جامعۃ المدینہ گرلز میں 10 منٹ کا وقفہ ملتا تو اس میں چاشت کے نوافل ضرور ادا فرماتی تھیں۔ اسی طرح آپ کا سنتِ مؤکدہ کے ساتھ ساتھ سنتِ غیر مؤکدہ پر بھی مضبوط عمل تھا، سفر یا بیماری کی وجہ سے بھی سنتِ غیر مؤکدہ نہ چھوڑتیں بلکہ دوسروں کو اس پر عمل کرنے کا ذہن دیتیں۔ اگر مصروفیت یا بیماری کی وجہ سے چھوڑنے کا خیال ذہن میں آتا تو فوراً اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں کہ حضور کیا کہیں گے کہ میری سنت چھوڑ دی! یوں ہی جمعہ کی سنتوں کا بھی خصوصی اہتمام فرماتیں، کثرت سے درودِ رضویہ پڑھتیں اور مدنی چینل پر امیرِ اہلِ سنت کا خطبۂ جمعہ براہِ راست نشر ہوتا تو اہتمام سے سنا کرتیں، یہاں تک کہ نماز کے اختتام یعنی صلوٰۃ و سلام تک باادب کھڑی رہتیں۔
نماز کی طرح روزوں سے بھی آپ کو خاص لگاؤ تھا، روزے نفل ہوں یا فرض، دونوں کا خوب اہتمام فرماتیں، پیر اور جمعرات کا روزہ تو آپ کسی صورت نہ چھوڑتیں۔ اگر سحری کے لیے کبھی آنکھ نہ کھلتی تو بغیر سحری کے ہی روزہ رکھ لیتیں۔ نیز مرشدِ کریم کے فرمان پر لَبَّیْك کہتے ہوئے روزے کی تحریک میں شامل ہو کر اپنی عادت سے زائد ہر ماہ 3، 5، 7 روزے بھی رکھا کرتیں۔ بلکہ آپ اکثر دینی کام روزے کی حالت میں کرتیں اور فرماتیں کہ اس طرح کھانے پینے کی خود کو بھی ٹینشن نہیں ہوتی اور جن اسلامی بہنوں کے گھر دینی کام کے لیے جانا ہو ان کو بھی کھانا کھلانے کی آزمائش نہیں ہوتی۔
رمضان المبارک سے آپ کو خاص لگاؤ تھا کہ پورا سال رمضان کا انتظار کیا کرتیں اور پھر رمضان کی آمد پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرماتیں۔ رمضان شریف میں عبادت پر کمر کس لیتیں اور ماہِ مبارک کا کوئی بھی لمحہ عبادت سے خالی نہ جانے دیتیں، ہر سال رمضان المبارک کے دونوں مدنی مذاکرے

پابندی سے دیکھتیں۔ اگرچہ عام دنوں میں بھی تہجد کا اہتمام کرتی تھی مگر ماہِ رمضان میں نمازِ تہجد اور دیگر نفل نمازوں کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام فرماتیں۔ قرآنِ کریم زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی کوشش کرتیں۔ اکثر جائے نماز پر ہی کھجور پانی سے روزہ افطار کرتیں۔ مرحومہ نے کئی بار رمضان کے آخری عشرے میں سنتِ اعتکاف کی سعادت پائی۔

محافلِ نعت سے خاص محبت

روبی باجی فضول گوئی سے حتی الامکان بچنے کی کوشش فرماتیں، آپ کی زبان ہر وقت اللہ و رسول کے ذکر مبارک سے تر رہتی اور درودِ پاک پڑھنا تو گویا ان کا چلتے پھرتے محبوب وظیفہ تھا۔ اکثر یہ اشعار اپنی ڈائری میں بار بار لکھا کرتی تھیں:

حضور خود ہی چلے آئیں گے مدینے سے | اگر درود پڑھو مومنو قرینے سے
سلام پڑھو تو آقا کا پیار ملتا ہے | درود پڑھو تو ثواب ملتا ہے

دُکھوں نے تم کو جو گھیرا ہو تو دُرود پڑھو

جو حاضری کی تمنّا ہو تو دُرود پڑھو

دعوتِ اسلامی کے شعبہ کفن دفن کے تحت جہاں کہیں ایصالِ ثواب کے اجتماعات ہوتے تو ان میں ضرور شرکت فرماتیں اور زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب پیش کرنے کی کوشش فرماتیں نیز ایک ہی مجلس میں 4، 5 پارے تلاوت فرما لیتیں۔ جب جامعۃ المدینہ میں پڑھتی تھیں تو آپ کو جامعہ کی رونق کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کیونکہ جامعۃ المدینہ کے ہر ہر کام میں آپ پیش پیش ہوتیں۔ جامعہ کی ہر محفل میں اپنی خدمات اول تا آخر پیش کرتیں۔ بارہویں شریف کی تیاری میں سب طالبات کے ساتھ سجاوٹ کرنے میں مدد فرماتیں، اپنی ذاتی رقم سے جامعۃ المدینہ کے لیے لائٹس، مدنی پرچم اور دیگر چیزیں خرید کر اپنا حصہ ملایا کرتیں، بلکہ جامعۃ المدینہ میں دیگر محافل مثلاً چھٹی شریف، گیارہویں شریف اور معراج شریف کے موقع پر بھی بھرپور تعاون فرماتیں اور اس تعاون کو اپنا کمال نہ سمجھتی تھیں بلکہ فرماتیں کہ یہ میرے پیسوں کا نصیب ہے جو راہِ خدا میں خرچ ہوتے ہیں۔

جب بھی کوئی انہیں اپنے مالی مسائل وغیرہ کے متعلق بتاتا تو اسے اپنے گھر میں محفلِ میلاد اور محفلِ نعت کا خاص اہتمام کرنے کا ذہن دیتیں۔ مثلاً ایک مرتبہ آپ کی ملازمہ اسلامی بہن نے عرض کی کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں اپنے گھر محفلِ میلاد کرواؤں لیکن میرا گھر چھوٹا ہے، تو آپ نے نہ صرف اس اسلامی بہن کے گھر محفلِ نعت کا انعقاد کیا بلکہ اس اسلامی بہن کو ہر ماہ محفلِ نعت کا اہتمام کرنے کا ذہن دیا، یوں ہر ماہ محفلِ نعت کی برکت سے اس اسلامی بہن کے بیٹے کو بہتر روزگار مل گیا، گھر بھی پہلے سے زیادہ اچھا بن گیا اور گھر کے حالات مزید بہتر ہونے کی وجہ سے اس اسلامی بہن کو لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کی حاجت بھی نہ رہی۔

آج اگرچہ روبی باجی ہم میں نہیں، مگر ان کی نیکی کی دعوت سے متاثر ہو کر دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے والی کئی اسلامی بہنیں ہر لمحہ انہیں یاد رکھتی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ انہوں نے جس انداز میں اپنے دن رات اللہ و رسول کی رضا میں گزارے انہیں اس کا اجر ضرور ملے گا اور اس کی ایک جھلک یکم مئی 2023 کو لیبر ڈے کے موقع پر بھی دیکھنے میں آئی کہ اس دن چھٹی کی وجہ سے روبی باجی کے بیٹے اور نواسے سب قبرستان چلے گئے، وہاں روبی باجی کے چھوٹے نواسے انس رضا زمین پر ان کی قبر کے ساتھ چہرہ لگا کر بیٹھ گئے تو انہوں نے بڑی پیاری خوشبو محسوس کی پھر بڑے نواسے سے کہا: دیکھیے بھائی! نانو کی قبر سے کتنی پیاری خوشبو آ رہی ہے! انہوں نے بھی سونگھی اور پھر روبی باجی کے بڑے بیٹے محسن بھائی کو بھی بتایا گیا، اس طرح سب نے باری باری وہ خوشبو سونگھی۔ محسن بھائی فرماتے ہیں: ماما کی قبر سے بہت پیاری خوشبو آ رہی تھی، جیسے ہی دور ہوتے خوشبو آنا بند ہو جاتی اور پاس جاتے پھر خوشبو آنے لگتی۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بھی بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

اسلامی بہنوں کی تربیت کے لئے مارچ 2023ء سے جون 2023ء تک ہونے والے چند تربیتی سیشنز کی رپورٹ

نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کیا

دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں میں 8 دینی کاموں کی تربیت کے ساتھ ساتھ شرعی مسائل پر بھی تربیت کا سلسلہ ہوتا رہتا ہے۔

مارچ 2023 سے جولائی 2023 تک اسلامی بہنوں میں آڈیو لنک کے ذریعے شرعی مسائل پر مشتمل 5 آن لائن ٹریننگ سیشنز منعقد ہوچکے ہیں جن میں دعوتِ اسلامی کے مفتیانِ کرام نے مختلف موضوعات پر شرعی رہنمائی کی اور اسلامی بہنوں کی جانب سے موصول ہونے والے تحریری سوالات کے جوابات بھی عطا فرمائے۔ مذکورہ سیشنز کی تفصیل یہ ہے: ☆4 مارچ 2023 کو مفتی سجاد عطاری مدنی نے بذریعہ آڈیو لنک "روزے کے احکام" کے متعلق رہنمائی کی جس میں "2 ہزار 196" اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ ☆11 مارچ 2023 کو مفتی حسان عطاری مدنی صاحب نے بذریعہ آڈیو لنک "زکوۃ و فطرے کے احکام" کے متعلق رہنمائی کی جس میں "161" اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ ☆23 مئی 2023 کو مفتی نوید عطاری مدنی صاحب نے بذریعہ آڈیو لنک "زینت کے شرعی احکام" کے متعلق رہنمائی کی جس میں "209" اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ ☆17 جون 2023 کو مفتی نوید عطاری مدنی صاحب نے بذریعہ آڈیو لنک "شرعی سفر" کے موضوع پر رہنمائی کی جس میں "177" اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ ☆24 جون 2023 کو مفتی سجاد عطاری مدنی صاحب نے بذریعہ آڈیو لنک "اجارہ کے مسائل" کے موضوع پر رہنمائی کی جس میں "6 ہزار 751" اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔

فیضانِ صحابیات مزنگ لاہور میں فیضانِ قراٰن کورس کا انعقاد

نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے تربیت فرمائی

پچھلے دنوں مزنگ لاہور میں واقع فیضانِ صحابیات میں دعوتِ اسلامی کے تحت فیضانِ قراٰن کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں قُرب وجوار کی کثیر اسلامی بہنوں نے براہِ راست جبکہ پاکستان میں موجود دیگر فیضانِ صحابیات سے اسلامی بہنوں نے آن لائن شرکت کی۔ اس کورس میں نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے "والدین کے حقوق" کے موضوع پر بیان کیا اور اسلامی بہنوں کو اپنے والدین کی خدمت کرنے، اُن کی اطاعت کرنے اور اُن کا ادب کرنے کے متعلق مدنی پھول دیئے۔

اسلامی بہنوں کی مزید مدنی خبریں جاننے کے لئے
اس ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے
news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے جون 2023 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		291276	1029986	1321262
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		30210	87461	117671
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	4364	6932	11296
	پڑھنے والیاں	31354	78681	110035
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	4270	10136	14406
	شرکائے اجتماع	119427	327312	446739
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		32340	111281	142621
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		10293	27362	37655
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		129745	643516	773261
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		35569	81675	117244

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے نومبر 2023)

1. 10 صفاتِ مومن قرآنِ کریم کی روشنی میں مع وضاحت
2. پڑوسیوں کے 5 حقوق
3. حرام کمانے اور کھانے کی مذمت احادیث کی روشنی میں مع وضاحت

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے نومبر 2023)

1. فوزِ عظیم سے کیا مراد ہے؟
2. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خوفِ خدا
3. یتیموں کے ساتھ بدسلوکی

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اگست 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

شعبہ تقسیمِ رسائل (برائے خواتین)

الحمدللہ دعوتِ اسلامی کے شعبہ مکتبۃ المدینہ کے تحت "شعبہ تقسیم رسائل" قائم ہے، جس کا مقصد دینی کتب و رسائل مفت تقسیم کرنا ہے۔ تقسیمِ رسائل سے مراد یہ ہے کہ وہ مواد تقسیم کرنا جس کا تعلق تبلیغِ دین سے ہو جیسے مکتبۃ المدینہ کی کتب و رسائل وغیرہ۔

(مدنی مذاکرہ: سلسلہ:1328)

شعبہ تقسیمِ رسائل کی ذمہ داران بِالخصوص دعوتِ اسلامی والیوں اور بالعموم ہر عاشقۂ رسول کو یہ ذہن دینے کی کوشش کرتی ہیں کہ وہ اس حدیثِ پاک "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا (موطاامام مالک، 2/407، حدیث:1731) یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی" پر عمل کی نیت سے ہر ماہ مکتبۃُ المدینہ کے کم از کم 12 کتب و رسائل ذاتی رقم سے خرید کر اپنی رشتے داروں، طالبات و معلمات وغیرہ میں تقسیم کریں نیز مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ کے مواقع پر بھی رسائل پر مرحومین کے نام ڈلوا کر مفت تقسیم کروائیں۔

شعبہ تقسیمِ رسائل کی ذمہ داران خوشی و غمی (شادی، فوتگی، چہلم و عُرس وغیرہ)، تکلیف و آزمائش (بے روزگاری، بے اولادی، ناچاقی اور بیماری وغیرہ)، اجتماعِ میلاد، بڑی گیارہویں شریف، شبِ براءت، شبِ معراج، شبِ قدر، اعراسِ بزرگانِ دین، مدنی مشورہ، سفرِ مدینہ، بچے کی پیدائش، عقیقہ، ہفتہ وار اجتماع کے مواقع پر تقسیمِ رسائل کی خوب ترغیب دلاتی ہیں۔

ذمہ دار اسلامی بہنیں خیرات کرنے والی اور شخصیات خواتین پر انفرادی کوشش و ہفتہ وار اجتماع میں بیان کر کے، ماہانہ ڈویژن دینی حلقہ کے ذریعے اور جن گھروں میں ہفتہ وار اجتماع ہوتے ہیں ان گھر والوں پر یا جن گھروں میں محفلِ نعت ہو ان گھر والوں پر انفرادی کوشش کر کے خوب خوب تقسیمِ رسائل کرتی ہیں۔ اس حوالے سے مکتب المدینہ پر مختلف پیکیجز حسبِ ضرورت دستیاب ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

فیضانِ عطار پیکج مخصوص مہینوں کے حساب سے پیکجز: یہ پیکج ہر اسلامی ماہ کے حساب سے ترتیب دیا گیا ہے یعنی محرم شریف پیکج، صفر شریف پیکج، ربیع الاول شریف پیکج، ربیع الثانی پیکج، جُمادَی الاُولیٰ پیکج، جُمادَی الاُخریٰ پیکج، رجب شریف پیکج، شعبان شریف پیکج، رمضان شریف پیکج، شوال شریف پیکج، ذوالقعدۃ شریف پیکج، ذوالحجۃ شریف پیکج۔ یہ پیکجز مطلوبہ مقام تک پہنچانے کا بھی انتظام ہے۔

ایصالِ ثواب پیکج: یہ پیکج میت کے ایصالِ ثواب کی شرعی معلومات پر مشتمل ہوتا ہے۔

شخصیات پیکج: یہ پیکج شخصیات اسلامی بہنوں تک نیکی کی دعوت پہنچانے کے لئے تحفے کی صورت میں تیار کیا گیا ہے۔

شادی کارڈ پیکج / شادی مبارک پیکج: یہ پیکجز شادی سے متعلق شرعی راہ نمائی سے بھرپور معلومات پر مشتمل ہیں۔

کہنے کو تو یہ چند رسائل پر مشتمل پیکجز ہوتے ہیں لیکن درحقیقت اس میں دنیا و آخرت کی بھلائی کا سامان ہے۔ یہ ایک خاموش تبلیغ اور اصلاحِ اُمّت کا جذبہ رکھنے والیوں کے لئے ثواب کمانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آپ بھی نیکی کے کاموں میں ترقی کے لئے خوب خوب تقسیمِ رسائل کا اہتمام کیجئے اور ڈھیروں ثواب کمائیے۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931